ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

28

www.tanzeem.org

11 تا 17 شوال المکرّم 1436ھ/ 28 جولائی تا 3 اگست 2015ء

اس شمارے میں

اس کے بغیر ممکن نہیں!

قرآنی تعلیمات کا خلاصہ
خصوصی خطابِ جمعۃ الوداع

چپ نہ رہنا چاہیے!

خادمِ قرآن، مبلغ دین
حافظ انجینئر نوید احمد مرحوم و مغفور

رمضان کے بعد انوار و انعامات

رمضان کے اعمال جاری رکھیں

نواز مودی ملاقات اور کراچی آپریشن

انسان

احتساب نفس

''اخلاقی برائیوں کا علاج تین طریقوں کے ذریعہ ہو سکتا ہے، مخلص مومنین اپنے بھائیوں کے لیے خیر کی دعا کریں، اچھی صحبت اختیار کی جائے اور آخری چیز یہ کہ آپ خود خیر کے طالب ہوں اور اس تیسرے طریقۂ علاج کا سب سے بہترین ذریعہ احتساب نفس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر خیر و شر کے درمیان تمیز کرنے کا شعور رکھ دیا ہے اور یہی احساس اسے اچھے کاموں کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ اسے ہم ضمیر کا نام بھی دے سکتے ہیں۔ اور ضمیر کی اصلاح کے لیے دو چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے: پہلی چیز یہ کہ انسان اپنے ضمیر کو حتیٰ الوسع علم کی روشنی سے منور کرنے کی کوشش کرے، یہاں تک کہ ضمیر کے اندر خیر و شر کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور اس سلسلے میں قرآن و حدیث، سیرت پاک ﷺ اور دیگر صلحاء امت کی سیرتوں سے استفادہ کرے، اور دوسری چیز یہ کہ وہ اپنے ضمیر کو مقویات کے ذریعہ مضبوط بنائے اور اس کے لیے فرض و نفل نمازوں کی پابندی، رمضان کے روزے، زکوٰۃ، خیرات و صدقات کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خدمت کرنا ضروری ہے، اور یہ چیزیں ضمیر کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیتی ہیں۔''

مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ

کنجوسی نہیں، اعتدال

ڈاکٹر اسرار احمد

سُورۃ بَنِی اِسْرَاءِیل | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات:28، 29

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾

آیت ۲۸ ﴿وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا﴾ ''اور اگر تمہیں اعراض کرنا ہی پڑ جائے اُن سے اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تمہیں امید ہے''

کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ کوئی محتاج اپنی کسی حاجت برآری کے لیے ایسے موقع پر آپ کے پاس آتا ہے جب آپ کے پاس بھی اسے دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے اچھے دنوں اور فراخ دستی کی امید تو ہے مگر وقتی طور پر آپ سائل کی حاجت سے اعراض کرنے پر مجبور ہیں اور چاہتے ہوئے بھی اس کی مدد نہیں کر سکتے۔ اگر تمہیں کسی وقت ایسی صورت حال کا سامان ہو:

﴿فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾﴾ ''تو ان سے کہو نرم بات۔''

ایسے موقع پر سائل کو جھڑکو نہیں' بلکہ متانت اور شرافت سے مناسب الفاظ میں اس سے معذرت کر لو۔

آیت ۲۹ ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ﴾ ''اور نہ باندھ لو اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کے ساتھ''

یہ استعارہ ہے بخل اور کنجوسی کا۔ یعنی آپ اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کے ساتھ باندھ کر کسی کو کچھ دینے سے خود کو معذور نہ کر لیں۔

﴿وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ﴾ ''اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو''

بعض اوقات انسان کے اندر نیکی کا جذبہ اس قدر جوش کھاتا ہے کہ وہ اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا دینا چاہتا ہے۔

﴿فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾﴾ ''کہ پھر بیٹھے رہو ملامت زدہ ہارے ہوئے۔''

ایسا نہ ہو کہ ایک وقت میں تو جذبات میں آ کر انسان سارا مال قربان کر دے مگر بعد میں پچھتائے کہ یہ میں نے کیا کر دیا؟ اب کیا ہوگا؟ اب میری اپنی ضروریات کہاں سے پوری ہوں گی؟ چنانچہ انسان کو ہر حال میں اعتدال کی روش اختیار کرنی چاہیے۔

فرمان نبویؐ

بخیل کے لئے فرشتوں کی بددعا

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا)) (متفق علیه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک فرشتہ تو (سخی کے لئے) یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما (یعنی جو شخص جائز جگہ اپنا مال خرچ کرتا ہے اس کو بہت زیادہ بدلہ عطا فرما' بایں طور کہ یا تو دنیا میں اسے خرچ کرنے سے کہیں زیادہ مال دے یا آخرت میں اجر وثواب عطا فرما) اور دوسرا فرشتہ (بخیل کے لئے) بددعا کرتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کو تلف (نقصان) دے (یعنی جو شخص مال و دولت جمع کرتا ہے اور جائز جگہ خرچ نہیں کرتا بلکہ بے محل اور بے مصرف خرچ کرتا ہے تو اس کا مال تلف و ضائع کر دے)۔'' (بخاری و مسلم)

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس کے بغیر ممکن نہیں!

پاکستان میں ایک طویل مدت کے بعد رمضان المبارک اور عید الفطر پُر امن اور پُرسکون گزرے۔ اگر چہ بلوچستان میں دراندازوں نے دہشت گردی کی کچھ وارداتوں کا ارتکاب کیا یا کرنے کی کوشش کی اور کراچی میں بھی چند شہری اندھی گولیوں سے ہلاک ہوئے لیکن بحیثیت مجموعی امن وامان کی صورت حال ماضی سے کہیں بہتر رہی۔ البتہ شمالی علاقوں میں چترال اور سکردو میں سیلاب نے تباہی مچائی۔ اسی طرح دریائے سندھ نے جنوبی پنجاب کے علاقوں لیہ اور راجن پور میں مال وجان کا نقصان کیا۔ اس حوالہ سے جو بات قابل ذکر ہے وہ یہ کہ عید اور سیلاب دونوں معاملات میں صرف فوج نے عوام سے رابطہ کیا۔ ہماری سیاسی قیادت حکومت اور اپوزیشن دونوں مکمل طور پر غائب رہے اور انہوں نے کسی سطح پر بھی عوام سے رابطہ کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ وزیر اعظم رمضان کے آخری عشرہ اور عید پر مدینہ منورہ میں ذاتی عبادت اور نواسی کی شادی میں مصروف رہے۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے لندن میں عید منانا مناسب سمجھا اور ان کے وزراء و مشیران کے بقول وہ وہاں سے ہی سیلاب کی صورت حال کو مانیٹر کرتے رہے۔ توقع کے عین مطابق سب سے زیادہ دلچسپ صورت حال سندھ کی تھی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی صوبائی حکومت اور مرکزی قیادت دبئی منتقل ہوگئی اور وہاں انتہائی اہم اجلاس کا انعقاد کرتی رہی۔ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین تو ربع صدی سے لندن میں مقیم ہیں اور وہاں سے ہی پاکستان کی سیاست میں انتہائی اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سیاسی قائدین جدید ترین ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اب ریموٹ کنٹرول سیاست کریں گے۔ آرمی چیف نے جنوبی وزیرستان میں شب عید اور عید کا دن مورچہ زن جوانوں کے ساتھ گزارا۔ کراچی کے کور کمانڈر نے عید کے دن کا بیشتر حصہ سانحہ صفورا کے متاثرین کے ساتھ گزارا۔ کوئٹہ کے کور کمانڈر نے عید کے دن اس چوکیدار کے گھر حاضری دی جس نے چند روز پہلے اپنی جان قربان کر کے ایک خودکش حملہ آور کو ناکام کیا تھا۔ جنرل ناصر جنجوعہ نے عید کے دن اس کے بچوں کو تسلی دی اور ان کے ساتھ اچھا خاصا وقت گزارا۔ بعض سینئر فوجی افسران نے عید کے روز سرحدی علاقوں کا دورہ کیا اور سپاہیوں کو تھپکی دی کیونکہ عید کے روز بھارت نے حسب سابق بلا اشتعال فائرنگ کر کے پاکستانی شہریوں کو شہید کیا تھا۔

اسی طرح سیلاب کے متاثرین کی بھی عملی امداد فوج ہی کر رہی ہے۔ اب البتہ عید کی تعطیلات سے مکمل طور پر لطف اندوز ہونے کے بعد سیاسی حکمرانوں نے بھی کچھ بیان بازی کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ ہم نے فوج اور سویلین حکمرانوں کے رویوں کا تفصیل سے ذکر اس لیے کیا ہے کہ ہمیں حکومت اور فوج مخالف سمتوں میں سفر کرتی دکھائی دیتی ہیں جو کسی ملک کی سلامتی کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ یہ کھینچا تانی اندرونی معاملات تک محدود نہیں ہے بلکہ خارجہ اور دفاعی معاملات میں بھی واضح طور پر دکھائی دے رہی ہے۔ چند ہفتے پہلے

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

11 تا 17 شوال المکرم 1436ھ جلد 24
28 جولائی تا 3 اگست 2015ء شمارہ 28

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محمد خلیق

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا-----------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

آرمی چیف نے کشمیر پر پاکستان کے دیرینہ موقف ’یعنی کشمیر میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق استصواب رائے ہونا چاہیے‘ کو دہرایا تھا اور کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کو خراجِ تحسین پیش کیا تھا جبکہ وزیر اعظم نواز شریف نے نریندر مودی سے ملاقات کے دوران کشمیر کا ذکر کرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔اس حوالہ سے پاکستان کے لیے جو بات بڑی رسوائی کا باعث بنی وہ یہ تھی کہ واہگہ بارڈر پر پاکستان رینجرز نے عید کے روز بھارت کی بارڈر سکیورٹی فورس کی طرف سے پیش کردہ مٹھائی یہ کہہ کر واپس کردی کہ سرحد پر پاکستانی شہریوں کو شہید کیا جا رہا ہے اور بھارتی فوج کشمیریوں پر ظلم وستم ڈھا رہی ہے لیکن اسی روز میاں نواز شریف نے بھارت کے وزیر اعظم اور دوسرے سیاسی رہنماؤں کو آم تحفہ کے طور پر بھجوائے۔اس سے پہلے کور کمانڈروں کی باقاعدہ میٹنگ میں ’’را‘‘ کے ملوث ہونے کا نوٹس لیا گیا تھا اور اس حوالہ سے ایک پریس ریلیز جاری کی گئی تھی لیکن پاکستان کے وزیر اعظم نے آج تک فوج کی اس رائے پر اپنی تشویش کا اظہار بھارتی حکام سے نہیں کیا۔

رمضان المبارک کے دوران ایک اہم تاریخی واقعہ پیش آیا کہ افغان طالبان اور کٹھ پتلی افغان حکومت کے مابین پاکستان کے شہر مری میں مذاکرات ہوئے۔اس سے قطع نظر کہ آیا افغان طالبان کا وفد صدفی صد ان لوگوں پر مشتمل تھا جو امریکہ اور نیٹو فورسز کا جرأت اور دلیری سے مقابلہ کر رہے ہیں اور انہیں پسپائی پر مجبور کر رہے ہیں، ہمیں یہاں اس کا ذکر فی الحال صرف اس حوالہ سے کرنا ہے کہ یہاں بھی پاکستان کی فوج پیش پیش ہے اور ہماری جمہوری نمائندہ حکومت دور دور کہیں نظر نہیں آتی۔

سوال یہ ہے کہ حکومت اور اس کے ایک انتہائی طاقتور اور منظم ادارے کے درمیان ان فاصلوں اور دوریوں کا انجام کیا ہوگا۔داخلی اور خارجی امور میں حکومت اور فوج کا مخالف سمتوں میں سفر آخر کیا رنگ لائے گا۔ہم رمضان المبارک کے دوران ان حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ پیشین گوئی کر چکے ہیں کہ پاکستان میں مسلط موجودہ نظام اپنا وقت پورا کر چکا ہے اور 12 سے 18 ماہ کے دوران یہ نظام زمین بوس ہوسکتا ہے، واللہ اعلم۔ہمیں سیاست دانوں کی طرح اس نظام کی تباہی پر قطعی طور پر کوئی فکر یا تشویش نہیں ہے، اس لیے کہ ہمیں اس نظام سے کسی خیر کی توقع نہیں۔یہ انتہائی فرسودہ اور استحصالی نظام ہے۔یہ انسانیت دشمن نظام ہے۔لہٰذا اس نظام کی تباہی و بربادی منطقی اور فطری ہے، جسے روکا نہیں جا سکتا۔ہمیں جس بات کی تشویش ہے اور جو فکر ہمیں کھائے جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ کہیں خالص سیکولر یا ملحدانہ نظام اس کی جگہ نہ لے لے کیونکہ خلا بہرحال پُر ہو ہی جاتا ہے۔اس تشویش کا اظہار ہم عید سے قبل بھی ان ہی سطور میں کر چکے ہیں۔ہم تاکیداً اور مکرر عرض کریں گے کہ اگر اسلامی جماعتیں مستعد ہوتیں۔تو وہ الحاد کا راستہ روکنے اور اسلامی نظام کے لیے ہوم ورک کر رہی ہوتیں۔پھر یہ کہ اگر ان کی قیادتوں کی دور بینی اور وسیع النظری شک وشبہ سے بالاتر ہوتی تو آنے والے حالات کے رخ کو آسانی سے موڑا جا سکتا تھا۔لیکن افسوس صد افسوس کہ ایک اسلامی سیاسی قوت ہر حکمران سے سیاسی گٹھ جوڑ کر کے دو چار وزارتیں لینے کے چکر میں رہتی ہے اور دوسری اسلامی سیاسی قوت خصوصاً اس کے سربراہ الفاظ بدل کر روٹی کپڑا مکان کا نعرہ لگاتے نظر آتے ہیں۔حالات کا مقابلہ کرنے اور ان کا رخ موڑنے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوانانِ قوم کے قلوب میں ایمان کا بیج بویا جائے۔ان کے اذہان میں راسخ کیا جائے کہ نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر یعنی ایک اسلامی فلاحی ریاست کا قیام ان کی دینی ذمہ داری ہے۔اس حوالہ سے کارکنوں کو دروں بینی اور حق کے راستہ پر ڈٹے رہنے کی زبردست تربیت دی جائے۔انہیں بتایا جائے کہ وہ ایسی خوش قسمت قوم کے افراد ہیں کہ دنیا اور آخرت میں کامیابی اور سرخروئی کے لیے انہیں ایک ہی رخ پر اور ایک ہی سمت سفر کرنا ہوگا۔پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام سے اللہ بھی راضی ہوگا اور دنیا میں بھی ترقی اور خوشحالی کے راستے کھلیں گے۔نظریاتی بنیادوں پر جب ایک نظریاتی ریاست قائم ہوگی تو مضبوط و مستحکم پاکستان یقیناً اس کا منطقی اور فطری نتیجہ ہوگا۔یہ جو بعض تجزیہ نگار کہہ چکے ہیں کہ عین ممکن ہے کہ مستقبل میں پاکستان میں رزق کی فراوانی دنیا بھر سے لوگوں کو کھینچ کھینچ کر پاکستان لائے گی وہ صرف اور صرف اس صورت میں ممکن ہے جب پاکستان کی نیک اور صالح قیادت زمین میں پوشیدہ قدرتی خزانے زمین کا سینہ چیر کر مسلمانانِ پاکستان کے لیے نکال باہر کریں گے جن پر آج بدقماش قیادت سانپ بن کر بیٹھی ہوئی ہے اور بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر قوم کو اس سے استفادہ نہیں کرنے دیتی۔

نوجوانانِ قوم اسلامی تاریخ پر نگاہ ڈالیں۔کبھی ایسا ہوا کہ امت نے قرآن وسنت کو مضبوطی سے تھاما ہو، اللہ کی رضا کے لیے جدوجہد کر رہے ہوں تو وہ ناکام ونامراد ہوئے ہوں؟ ہاں انہیں آزمائش کی بھٹیوں میں ڈالا جاتا ہے تاکہ وہ کندن ہو کر نکلیں۔آج ساری قوم کی دھن دولت اور اقتدار کی کشش سے آزمائش کی جا رہی ہے۔ایک معتدبہ تعداد کو ﴿اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ﴾ کا نعرہ لگا کر میدان میں نکلنا ہوگا۔اس فرسودہ اور گلے سڑے نظام کو آخری دھکا لگا کر اسلامی انقلاب برپا کرنا ہوگا لیکن اس کے لیے سردھڑ کی بازی لگانی ہوگی۔اس کے بغیر ممکن نہیں!

قرآنی تعلیمات کا خلاصہ

سورۃ العصر کی روشنی میں

(I)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 17 جولائی 2015ء کا خطاب جمعۃ الوداع

خطبہ مسنونہ اور سورۃ العصر کی تلاوت کے بعد:

حضرات محترم! آج جمعۃ الوداع ہے اور غالباً ماہ رمضان کا بھی الوداعی دن ہے۔ نیکیوں کا موسم بہار رخصت ہو رہا ہے، اس کے آخری لمحات ہیں۔ تو مبارکباد ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اس ماہ کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ اللہ کی رحمت، اس کی مغفرت اور تیسرے عشرے میں جہنم کے عذاب سے چھٹکارا، یہ تینوں نعمتیں انہیں حاصل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے صیام اور قیام کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں۔

ایک بات بڑی واضح ہے اور یہاں منبر سے اس کا بار بار اظہار ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کا پروگرام اصل میں دوگونہ ہے۔ دن کا روزہ اور رات کا قیام مل کر ایک بڑے مقصد کی تکمیل کرتے ہیں۔ اور انسان کے لیے رمضان کے جو اصل فوائد ہیں، دینی اعتبار سے جو اس کی اصل ضرورت ہے، اس سے پورے طور پر فائدہ اٹھانے کا طریقہ یہی ہے کہ دن کا روزہ بھی ہو اور رات کا قیام بھی ہو۔ یعنی رات کا قیام اس کا مستقل حصہ ہے۔ جیسے میں نے پچھلی دفعہ عرض کیا تھا کہ ماہ رمضان اصلاً جشنِ نزولِ قرآن ہے۔ سورۃ البقرہ میں ماہِ رمضان کا جو تعارف کروایا گیا ہے، اس کی ترتیب ہمیں یہی بتا رہی ہے۔ ہمارے ذہنوں میں رمضان کے ساتھ ہی روزے کا تصور آتا ہے، جبکہ قرآن نے جب ماہ رمضان کا ذکر کیا تو پہلے قرآن کا ذکر کیا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرہ:185)

”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔“

پھر قرآن کی تشریح کی گئی کہ وہ کیا شے ہے:

﴿هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ﴾ (البقرہ:185)

”جو لوگوں کا راہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے۔“

اس کی تشریح پچھلے جمعہ میں کی جا چکی ہے۔ پھر ذکر آیا:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ﴾ (البقرہ:185)

”پس تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے وہ اس کے روزے رکھے۔“

مرتب: حافظ خالد محمود خضر

الحمدللہ! مسلمانوں میں اتنا شعور ضرور ہے کہ وہ روزہ بھی رکھتے ہیں اور تراویح کی نماز بھی اہتمام سے پڑھتے ہیں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں ان میں سے اکثر وہ ہیں جو تراویح کا بھی اہتمام کرتے ہیں، جس میں قرآن حکیم سنتے ہیں۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ قرآن تو ﴿هُدًى لِّلنَّاسِ﴾ ہے، انسانوں کے ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے، کتاب ہدایت ہے۔ اس ہدایت سے ہمیں کیا ملا؟ تراویح میں قرآن سننے سے ثواب تو مل گیا اور کچھ نہ کچھ اس کے انوار سے بھی ہم فیض یاب ہو گئے، لیکن اس کا جو اصل پیغام ہدایت ہے، نوعِ انسانی کے نام، آخری اور کامل پیغام ہے، آج مسلمان اس سے بے خبر ہیں۔ قرآن سن لیتے ہیں، لیکن اس کا پیغام ہدایت ہم تک پہنچتا نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ قرآن مجید ہدایت کی جامع کتاب ہے، اور اس کی ایک ایک آیت ہدایت کا چمکتا ہوا چراغ ہے۔ لیکن پورے قرآن کو ہر وقت ذہن میں مستحضر رکھنا اتنا آسان نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لیے پورے قرآن کا چھوٹا سا خلاصہ بھی عطا کر دیا ہے۔ پورا قرآن پڑھو، سارا سال پڑھتے رہو، رمضان میں اس کا خاص اہتمام کرو، لیکن یہ بھی خیال رہے کہ اس کا مقصد کیا ہے۔ اس ساری ہدایت کا خلاصہ اور حاصل سورۃ العصر ہے۔ اس کے بارے میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ”اگر قرآن میں اس (چھوٹی سی سورت) کے علاوہ اور کچھ بھی نازل نہ ہوتا تو یہ بھی لوگوں کی ہدایت کے لیے کافی تھی۔“ اسی طرح ان کا ایک اور قول ہے: ”اگر لوگ اس سورت کے مضامین ہی میں غور و فکر کر لیں تو یہ ان کے لیے کفایت کر جائے گی۔“ گویا ہدایت بیج کی شکل میں اس سورت کے اندر موجود ہے، جو برگ و بار لا کر پورے قرآن مجید میں پھیلی ہوئی ہے۔

صحابہ کرام ؓ کا بھی یہ معمول ملتا ہے کہ وہ بار بار ایک دوسرے کو سورۃ العصر سناتے تھے۔ ان کی تو اپنی زبان عربی تھی۔ وہ قرآن کو پڑھتے تھے تو سمجھنے کے لیے کسی تفسیر، ترجمے یا کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ وہ براہ راست ان کے قلب پر اترتا تھا۔ قرآن کو پڑھتے بھی بہت کثرت سے تھے۔ قرآن حکیم کے بارے میں قیام اللیل کا جو حکم حضور اکرم ﷺ کو سورۃ المزمل میں ملا تھا، قرآن کی گواہی یہ ہے کہ آنحضور ﷺ تو یہ کر ہی رہے تھے، آپؐ کے ساتھیوں میں سے ایک بہت بڑی جماعت بھی قیام اللیل کا اہتمام کرتی تھی اور وہ بھی آدھی

آدھی رات اور دو تہائی رات جاگ کر قرآن پڑھتے تھے۔ اس کے باوجود صحابہ کرامؓ کا یہ معمول ملتا ہے کہ ان میں سے جب بھی دو کی ملاقات ہوتی تھی تو وہ جدا نہیں ہوتے تھے جب تک کہ ایک دوسرے کو سورۃ العصر نہ سنا دیں۔ تاکہ قرآن کا پیغام ہدایت ہر وقت تازہ رہے۔

چنانچہ جن حضرات نے رمضان المبارک کے دوران تراویح میں پورا قرآن سن لیا لیکن اس کا ترجمہ نہیں سنا، اور ان کو عربی بھی نہیں آتی، انہیں قرآن کے پیغام ہدایت سے آشنا کرنے کی خاطر سورۃ العصر کی صورت میں قرآنی ہدایت کا خلاصہ ان کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

سورۃ العصر کا ایک تعارف یہ بھی آپ کے علم میں ہوگا کہ یہ قرآن مجید کی مختصر ترین سورتوں میں سے ایک ہے۔ یہ اعجاز قرآنی ہے کہ اتنے وسیع و عریض پیغام کو جو تیس پاروں میں پھیلا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے تین آیات کی حامل ایک چھوٹی سی سورت میں سمو دیا۔ گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا۔

یہ اتنی مختصر سورت ہے کہ خود یاد کرنے کے اعتبار سے بھی اور یاددہانی یعنی ایک دوسرے کو توجہ دلانے کے اعتبار سے بھی انتہائی آسان ہے۔ اب آیئے اس کا ترجمہ اور تشریح بیان کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

﴿وَالْعَصْرِ ①﴾

”قسم ہے تیزی سے گزرتے ہوئے زمانے کی۔“

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ②﴾

”یقیناً پوری نوع انسانی بہت بڑے خسارے سے دوچار ہونے والی ہے۔“

اس بہت بڑی ناکامی سے بچے گا کون شخص؟

صرف وہ لوگ جو ان چار چیزوں کا اہتمام کریں:

﴿اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾

”اور مگر وہ لوگ جو ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں۔“

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾

”ایک دوسرے کو حق بات کی تاکید اور نصیحت کریں۔ اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کریں۔“

اللہ تعالیٰ پورے قرآن کے خلاصے کے اندر یہ پیغام دے رہے ہیں کہ جو شخص ان چار چیزوں کا اہتمام کرے گا وہ اس بڑے خسارے سے بچ جائے گا، جس سے ہولناک خسارہ اور بڑی ناکامی ہو ہی نہیں سکتی۔

وَالْعَصْرِ کے اندر آپ نوٹ کیجیے قسم کھائی گئی ہے زمانے کی۔ یعنی زمانہ اس امر پر گواہ ہے۔ جن لوگوں نے دورۂ ترجمہ قرآن پورا سنا ہے انہیں معلوم ہے کہ قرآن میں بار بار پچھلی اقوام کا ذکر آیا ہے کہ ان کی طرف رسول آئے، رسولوں نے ساری عمر دعوت دی، قوم نے ایمان کی دعوت کو ٹھکرا دیا، رسولوں کی تکذیب کی، ان کا مذاق اڑایا اور ان کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔ پھر کیا ہوا؟ پوری کی پوری قوم ایسے ہلاک کر دی گئی کہ ایک متنفس بھی باقی نہیں بچا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس دعوت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور جو فریاد کی تھی اس کے آخر میں انہوں نے بددعا کی کہ پروردگار! اب تو اس زمین پر کافروں کا بستا ہوا ایک گھر بھی باقی نہ چھوڑ، کیونکہ ان کی آئندہ نسلوں میں سے بھی اب فاسق و فاجر اور کافر ہی پیدا ہوں گے۔ چنانچہ سوائے معدودے چند اہل ایمان کے پوری قوم کو سیلاب میں غرق کر دیا گیا۔ اسی طرح حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب اور حضرت لوط علیہم السلام کی قوموں پر جو عذاب آئے ان میں ایک بھی متنفس باقی نہ چھوڑا گیا، صرف رسول اور ان کے اہل ایمان ساتھی بچائے گئے۔

تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ جو کچھ رسول کہتے رہے وہ سچ تھا اور دنیا میں عذاب ان پر آیا جو رسول کی زبان سے اللہ تعالیٰ کے پیغام ہدایت کو سن کر بھی ایمان نہ لائے۔ رسول کے ذریعے قوم پر اتمام حجت ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کا پیغام اس انداز سے پہنچاتا ہے اور طویل عرصے تک پہنچاتا رہتا ہے کہ کوئی ابہام اور شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ رسول اپنے عمل سے بھی نمونہ پیش کر کے

پریس ریلیز 24 جولائی 2015ء

پاکستان کا سیاسی نظام فرسودہ ہے اور مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے

سیلاب نے پاکستان کے مختلف حصوں میں تباہی مچائی لیکن ہماری سیاسی قیادت بیرون ملک عید کی تعطیلات سے لطف اندوز ہوتی رہی

حافظ عاکف سعید

پاکستان کا سیاسی نظام فرسودہ ہے اور مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے جوڈیشل کمیشن کی انکوائری رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ عجیب بات یہ ہے کہ اگرچہ الیکشن کمیشن کی نااہلی اور کوتاہیوں کا اِس میں ذکر ہے۔ ووٹوں کے غیر تصدیق شدہ ہونے اور متعدد بے ضابطگیوں کا ذکر ہے لیکن پھر بھی انتخابات کو صاف اور شفاف قرار دے دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مستقبل میں مقتدر قوتوں کو دھاندلی کا لائسنس دے دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات نوشتہ دیوار ہے کہ اِس گلے سڑے نظام کا وقت پورا ہو چکا ہے اور اسے اب اپنے منطقی انجام کو پہنچنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی جماعتیں بھی اپنا اصل فریضہ ترک کر کے انتخابی سیاست میں الجھ کر رہ گئی ہیں۔ لہٰذا وہ بھی اب سیاسی مفادات سے بالاتر ہو کر اپنے اصل مشن کی تکمیل یعنی نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر کے لیے جدوجہد کرنا ترک کر چکے ہیں۔ انہوں نے اس امر پر حیرت کا اظہار کیا کہ عید کے موقع پر ہماری تمام سیاسی قیادت عوام سے لاتعلقی اختیار کر کے ملک سے باہر چلی گئی تھی۔ اِس دوران سیلاب نے پاکستان کے مختلف حصوں میں تباہی مچائی لیکن ہماری سیاسی قیادت بیرون ملک عید کی تعطیلات سے لطف اندوز ہوتی رہی۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی ریاست کا حکمران عوام کی غمی اور خوشی میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

دکھا دیتے تھے اور ہر اعتبار سے حجت پوری ہو جاتی تھی۔ لہٰذا اس کے بعد رسول کی قوم کو بخشا نہیں گیا۔ ایمان نہیں لائی تو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ چنانچہ یہ زمانہ گواہ ہے کہ انسان خسارے میں ہے۔ یہی زمانہ ہے جس نے وہ دور بھی دیکھا ہے اور یہ زمانہ پھیلتا پھیلتا وہاں تک بھی جائے گا جب قیامت آئے گی۔ یہ بنی نوع انسان کے حالات پر شاہد ہے۔

یہ انسان اپنی جگہ اشرف المخلوقات ہے۔ یہ بات بھی ہمیں اللہ تعالیٰ نے بتائی۔ قرآن حکیم میں سورۃ بنی اسرائیل (آیت 70) اور سورۃ التین میں یہ مضمون موجود ہے۔ اور اس فضیلت کا اظہار بایں طور کیا گیا کہ فرشتوں کو آدم کے سامنے جھکا دیا گیا، اور ایک اور مخلوق جس کا قرآن میں ذکر ہے جنات، اس کا بھی ایک نمائندہ وہاں موجود تھا، اس کو بھی جھکنے کا حکم دیا گیا۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اڑ گیا اور حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ انسان اشرف المخلوقات ہے، فرشتوں سے بھی بلند ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح میں سے پھونکا ﴿وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ﴾ اور وہ روح فضیلت میں سب سے اوپر ہے۔ لہٰذا یہ اپنی جگہ پر اشرف المخلوقات اور مسجود ملائک ہے۔

آج جو لوگ اللہ کو نہیں مانتے، دہریت کے حامل ہیں، وہ خود کو جانوروں کے ساتھ شمار کرتے ہیں اور ان کی معاشرتی اقدار یہ ہیں کہ ہم نے خواہ مخواہ یہ پردہ، حجاب اور کپڑوں کا تکلف کر رکھا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ خواہ مخواہ رشتوں کو تقدس دے رکھا ہے۔ انسان تو ایک جانور ہی ہے۔ گویا انسان اپنی عظمت کو ہی بھول گیا ہے، اسے معلوم ہی نہیں ہے کہ اسے کیا مقام دیا گیا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے اسے وہ عظیم مقام دیا تھا، اور اللہ ہی بتا رہا ہے کہ اسے وہ مقام تو ہم نے دے دیا، لیکن وہ اس کا اہل ثابت نہیں ہو رہا۔ چنانچہ انسانوں کی بہت بڑی تعداد بہت بڑے خسارے سے دوچار ہوگی۔ اور جب آپ پورے قرآن کو پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ خسارا ایک ہی ہے اور وہ ہے آخرت کا خسارا۔ اور وہ خسارا کوئی چھوٹا موٹا خسارا نہیں۔

اس عظیم خسارے سے بچ جانے والے یعنی کامیاب و کامران ہو جانے والے انسانوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ﴾ (آل عمران:185)

”پس جو کوئی (جہنم کی) آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو یقیناً کامیاب ہو گیا۔“

یعنی وہ اس عظیم خسارے سے محفوظ ہو گیا۔ اس کے برعکس جو لوگ ناکام ہوں گے وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے اور ان سے عذاب کی تخفیف بھی نہیں کی جائے گی۔ وہ چیخیں گے، چلائیں گے۔ پھر کہیں گے کہ ہمیں بس ایک مرتبہ دنیا میں جانے کا موقع مل جائے تو ہم بہت ہی نیک اور صالح بن جائیں گے۔ اس کا ایک ہی جواب ہوگا کہ تمہیں بتا دیا گیا تھا، رسول بھیج دیے گئے تھے' کتابیں اتار دی گئی تھیں، پورا پیغام ہدایت پہنچا دیا گیا تھا، اب کوئی رعایت نہیں۔

تو انسان کا آغاز تو بڑا شاندار ہے کہ اشرف المخلوقات ہے، مسجود ملائک ہے، لیکن انجام بہت ہولناک! یہ تیزی سے گزرتا ہوا زمانہ اس بات کا شاہد ہے کہ انسان بالآخر ہلاکت کے منہ میں جا رہا ہے۔ جو ابدی زندگی ہے وہاں بربادی اور خسارا اس کا مقدر ہے۔ یہ بڑا چونکا دینے والا انداز ہے۔

قرآن مجید میں یہ مضمون اور مقامات پر بھی آیا ہے۔ سورۃ الاعراف میں ارشاد ہوا:

﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۡ ﴾ (آیت:179)

”اور ہم نے جہنم کے لیے پیدا کیے ہیں بہت سے جن اور انسان۔“

چنانچہ جہنم میں جنات اور انسانوں کی بڑی عظیم اکثریت ہوگی۔ بہت کم لوگ ہوں گے جو اس امتحان میں پورا اتریں گے اور کامیاب قرار پائیں گے۔ سورۃ الشوریٰ میں اس خسارے کی وضاحت بایں الفاظ کی گئی ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ﴾ (آیت:45)

”اور اہل ایمان کہیں گے کہ یقیناً اصل خسارا پانے والے تو یہی ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈال دیا۔“

یہی مضمون سورۃ الزمر (آیت 15) میں بھی آیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کسی کو کاروبار میں خسارا ہو گیا ہے' لاکھوں کا نقصان ہو گیا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ یہ دنیا کا خسارا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ تو آزمائش کی شکلیں ہیں۔ اللہ کبھی کسی کو دے کر آزماتا ہے اور کبھی کسی سے کوئی شے چھین کر آزماتا ہے۔ کسی کو چھین کر پھر واپس دے دیتا ہے۔ حالات بدلتے رہتے ہیں۔

﴿وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ﴾ (الانبیاء:35)

”ہم شر اور خیر کے ذریعے تمہاری آزمائش کر رہے ہیں۔“

کسی کو زیادہ دے دیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس پر اللہ بڑا مہربان ہے۔ جس پر جتنی زیادہ نعمتیں ہیں اتنا ہی اس کا حساب سخت ہوگا' آخرت میں اتنا ہی وہ محاسبے کے بوجھ تلے آئے گا۔

تو یہ دنیا کے خسارے کا معاملہ ہے' جبکہ اصل خسارا آخرت کا خسارا ہے۔ سورۃ الزمر میں ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝﴾

”کہہ دیجیے کہ اصل خسارا اٹھانے والے تو وہ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خسارے میں مبتلا کیا۔ آگاہ رہو کہ یہی صریح خسارا ہے۔“

سورۃ العصر کے الفاظ ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝﴾ واضح کر رہے ہیں کہ پوری نوع انسانی اس خسارے کی طرف قدم بقدم بڑھ رہی ہے۔ ہم بڑے شوق سے سالگرہ منا رہے ہوتے ہیں' کہ ہمارا بیٹا اتنے سال کا ہو گیا ہے۔ بڑے بڑے بزرگوں کی سالگرہ بھی منائی جاتی ہے۔ کسی کی سلور جوبلی اور کسی کی گولڈن جوبلی منائی جا رہی ہے۔ پتہ نہیں ہم نے اپنے مغربی آقاؤں سے کیا کیا سیکھ لیا ہے۔ جب کہ حقیقت تو یہ ہے کہ ؎

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی!

ہر گزرتا ہوا لمحہ انسان کو قبر سے قریب کر رہا ہے' اس کی مہلت عمر کم ہو رہی ہے' اس کے لیے مواقع کم ہو رہے ہیں۔ یہ تو لمحہ فکریہ ہے کہ میں اتنے سال کا ہو گیا ہوں' میں کہاں کھڑا ہوں؟ اور یہاں کیک کاٹے جا رہے ہیں' خوشیاں منائی جا رہی ہیں، اور جس انداز سے ہم خوشیاں منا رہے ہیں' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم ناکام ہیں۔ اس میں وہ سارے کام کیے جا رہے ہیں جو خلاف شریعت ہیں۔ مردوزن کی مخلوط محفلیں ہیں' ڈھول ڈھمکا ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

چپ نہ رہنا چاہیے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

رمضان رحمت، مغفرت اور عذاب جہنم سے نجات کے پروانے تقسیم کرتا رخصت ہو رہا ہے۔ ایک رمضان وہ تھا جب یہ مملکت اللہ نے ہمیں ہزار مہینوں سے بہتر رات میں عطا فرمائی تھی۔ ہم نے نعرہ پاکستان کا مطلب کیا، لا الٰہ الا اللہ کا لگایا تھا۔ جواباً ہجرت پر اللہ نے جتنے وعدے کیے تھے وہ ہم سے پورے ہوئے۔ پاکستان کا قیام ایک معجزہ تھا تو اس کا وجود باقی رہنا اس سے بڑا معجزہ ہے۔ پوری تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجیے۔ کون کون سے حکمران، ڈکٹیٹر ہمارے حصے نہ آئے۔ یحییٰ خان 1971ء کے اذیت ناک باب میں کس شرمناک کردار کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ اُدھر ملک ٹوٹ رہا تھا، ادھر جنرل رانی والی رنگیلا شاہ رنگ رلیاں۔ ایران میں ملک بچانے کی آخری کوشش کے لیے شاہ ایران نے یحییٰ پڈ گورنی ملاقات کروائی تو یہ خان صاحب نشے میں دھت پڈگورنی کے ساتھ اٹکھیلیاں کر کے بے نیل مرام لوٹ آئے۔ اور ملک ٹوٹ گیا! ہر کردار جس نے کرسی سنبھالی، ایک سے ایک بڑا کفن چور ثابت ہوا۔ گرتے پڑتوں کو اللہ نے معجزاتی طور پر یکا یک ایک ایٹمی پاور بنا کھڑا کیا! 90 ہزار قیدی، ہتھیار ڈالنے ملک ٹوٹنے کی رسوائی اور اس سب سے نکل کر اتنا بڑا دھماکہ! یقیناً ایک ایٹم بم ہی تھا جو دنیائے کفر کے سر پر پھٹا کہ پاکستان مغربی طاقتوں کے بیچ ایک کمّی کمین اٹھ کر ان بڑے بڑوں کے مقابل جا کھڑا ہوا۔! ایک طرف اس ملک کی رگوں میں وہ خون دوڑتا ہے جو تحریکِ مجاہدین کی شہادتوں سے مسلم تشخص اور غلبۂ اسلام کے لیے دی گئی قربانیوں سے ہمیں حیات نو دے گیا۔ جو آزادی کی داستان شاہ اسماعیل شہیدؒ سید احمد شہیدؒ سے شروع ہوئی تھی وہ تحریکِ پاکستان میں ضم ہو کر مکمل ہوگئی۔ اب باری ہماری تھی! سو ہم نے کیا کیا؟ فکرِ ہر کس بقدر ہمتِ اوست! ہم نے اس ملک کو لوٹنے کھسوٹنے کے عالمی ریکارڈ قائم کیے! رمضان کے قرآن سے منور دن اور راتوں میں ایک طرف اگر انعمت علیہم (انعام یافتہ) کردار ابھر ابھر کر آیات قرآنی کے پسِ پردہ دل و نگاہ کی سرشاری کا سامان لاتے ہیں، دوسری جانب اخبار اٹھاتے ہی ریکارڈ توڑ کرپشن کی داستانیں طبیعت مکدّر کر دیتی ہیں۔ جو نظام مملکت اللہ قرآن کے صفحات پر دیتا ہے اس سے محمد ﷺ سے لے کر سیدنا عمرؓ تک پہنچتے اسلامی ریاست کی فردوس برروئے زمین کی ضرب المثل حقیقت کا روپ دھار لیتی ہے۔ نگاہ خیرہ کُن کردار ہیں۔ عوام الناس کے لیے ایک جنت ہے پاکیزہ معیشت کی، کہ زکوٰۃ دینے نکلو تو لینے والا نہ ملے۔ امن وامان کی، کہ سونا اچھالتے ہوئے نکلو تو ایک خدا کے سوا کسی کا خوف دل میں نہ ہو۔ پاکیزگیٔ فکر و نظر کی۔ وہ عالم کے حیا اور غیرت معاشرے کی پہچان اور کردار سازی کا بنیادی عنصر ہوں۔ عورت عزت واحترام، تقدس وتحفظ کے اعتبار سے جس مقام تک پہنچی اس کی مثال ممکن نہیں۔ موجودہ دور کی ساری آزادیاں (یعنی بے راہ رویاں) اس کے سامنے شرمسار ہیں۔ جہاں عورت سیرت وکردار سے پہچانی جاتی تھی، حسن و جمال سے نہیں! سیدنا عمرؓ کا دور جب اس عہد کی بیشتر سلطنتیں فتح ہو چکی تھیں اور دنیا ذلیل وخوار ہو کر قدموں میں گر رہی تھی۔ ہیرے جواہرات مال و دولت کے ڈھیر بے وقعت ہو کر مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں چادر سے ڈھانپے یوں پڑے تھے گویا آلو، پیاز کا ڈھیر ہو! آپؓ خلفیہ تھے۔ لوگوں سے خطاب فرما رہے ہیں اور آپ کی تہبند پر بارہ پیوند لگے تھے۔ آپ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور لنگی میں 12 پیوند تھے! آپ بیمار ہوئے۔ شہد بطور دوا تجویز ہوا۔ بیت المال میں مفتوحہ ممالک سے آیا شہد موجود تھا۔ آپ نے لوگوں کو جمع کیا۔ منبر پر تشریف لے گئے اور اجازت مانگی شہد استعمال کرنے کی۔ کہا، ورنہ یہ میرے لیے حرام ہے! لوگ یہ بات سن کر رو پڑے اور آپ کو اجازت دے دی! آپ کی زندگی پر سیدنا علیؓ نے تبصرہ فرمایا: تو پاک دامن رہا اس لیے تیری رعایا بھی پاک دامن رہی۔ اگر تو حکومت کا مال کھاتا تو رعایا بھی کھاتی۔ اپنے گھر والوں کی کڑی نگرانی کرتے کہ وہ کہیں باپ/شوہر کی حیثیت کا ناجائز فائدہ نہ اٹھالیں۔ داماد آئے اور بیت المال میں سے کچھ مانگا۔ سیدنا عمرؓ نے ڈانٹا...... کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ سے ملوں تو ایک خائن حاکم بن کر ملوں۔ اس کے بعد آپ نے اپنی ذاتی رقم سے انہیں دس ہزار درہم دیے۔ اپنے افسروں، حکام پر کڑی نظر رکھی۔ عوام کو عدل وانصاف، امن و امان اور زندگی کی تمام سہولتیں فراہم کیں۔ شریعت عوام دوست ہوتی ہے۔ حکام پر بھاری اور کڑا احتساب کرنے والی ہوتی ہے۔ اسی لیے ہمارے حکمرانوں کو شریعت کے نام پر آگ لگتی ہے۔ زیادہ لمبا نہ سہی، پچھلے بیس پچیس سالوں کا حساب شریعت کے سامنے رکھیے۔ تمام حکام سول ملٹری اس کی زد میں آئیں گے۔ کراچی کے واقعات پر حرابے کی سزا (زمین پر فساد برپا کرنا) لاگو ہو گی۔ ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری، خوف دہشت اور رفساد فی الارض کی سزا۔ شراب نوشی کی سزا کمر کے بخیے ادھیڑے گی۔ مالی بدعنوانیاں، چوری، ڈاکے...... کتنے ہاتھ کٹیں گے؟ کتنے سنگسار کیے جائیں گے۔ اخلاقی معاملات کی سڑاند اتنی ہے کہ کاغذوں کے دفتر سیاہ ہو جائیں، متعفن ہو جائیں۔ اور جناب اس حمام میں یہ سب اول تا آخر ایک سے ہیں۔ سویلین حکمرانوں کو کٹہروں میں کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ انہیں بندوق کے بٹ تلے دبائے رکھنے کو میڈیا پر ساری کہانیاں بکھیری جا سکتی ہیں جو ان دنوں دن رات سامنے لائی جا رہی ہیں۔ تاہم درمیان سے مکمل کہانی کے چند ابواب گم ہیں۔ پرویز مشرف کے 9 سالہ دور کے ابواب۔ اربوں کھربوں کی لوٹ مار، کرپشن کے حسابات تھے۔ اگر یہ 150 کیس نکالے اچھالے گئے ہیں تو ایسے کئی ڈیڑھ سو ادھر بھی ہیں۔ مگر! جس کو ہو جان و دل عزیز، اس کی گلی میں جائے کیوں!

پر جلتے ہیں میڈیا کے! سویلین اس اعتبار سے اتنے بھی بلڈی نہیں۔ کھاتے سارے کھل سکتے ہیں۔ مقدمات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے! وگرنہ اُدھر بھی پرویز مشرف دور و بعد ازاں زمینوں کے کھاتے، اربوں ڈالر کے اکاؤنٹ بہت سی جرنیلی شخصیات کے واجب الحساب ہیں۔ خورد برد کے ان گنت سکینڈل۔ 2005ء کا سٹاک ایکس چینج سکینڈل 13 ارب کا۔ پینے کے صاف پانی کی فراہمی مشرف۔ شوکت عزیز والا، 16 ارب کا۔ سکول میں لڑکیوں کو غذا فراہمی کا توانا پاکستان سکینڈل 3.6 ارب کا۔ 2005ء زلزلہ زدگان کے لیے ملنے والی امداد سے لٹے کروڑوں کا کھاتہ۔ این ایل سی کا بہت بھاری

بھرکم مالی بدعنوانی کا قضیہ جو سات سال سے زیر التوا ہے۔ (انصار عباسی، عمر چیمہ کے دی نیوز 10 جولائی میں تفصیلی مضامین) یہ تو معدودے چند ہیں۔ تھان باقی ہے! تاہم یہ وہ طبقہ ہے کہ کاغذ پہ کوئی چھینٹ نہ دامن پہ کوئی داغ۔ یہ کراماتی کرپشن ہے جو لب پہ آ سکتی نہیں! ان غرباء کا پیٹ نہیں بھرتا۔ نبی ﷺ نے جو نقشہ حبِ دنیا کے مریضوں کا کھینچا ہے وہ ان کھرب پتی غرباء کا بھی ہے کہ دو وادیاں مال، سونے کی بھری ہوں تو تیسری کی خواہش کریں گے۔ پیٹ نہیں بھرے گا مگر قبر کی مٹی سے! سامراجی قوتوں نے مسلم ممالک پر جو بھوکے ننگے مسلط کیے تھے عوام نچوڑنے کو وہ ہر جا ایسے ہی رہے۔ مصر، شام، لیبیا، تیونس، یمن ہو یا پاکستان۔ اربوں کھربوں کے لٹیرے۔ ہم گیلانی کے ہار پر شرمسار تھے۔ اب شریفوں کی کہانی 48 لاکھ کی جیولری 7 لاکھ میں گھر لے جانے اور مجموعی طور پر 67 لاکھ کے قیمتی تحائف گھڑیاں، زیورات معمولی ادائیگی پر لے جانے کی ہے۔ یہ شرافت سانجھی ہے۔ کہیں بیش قیمت گاڑیاں ہیں، کہیں زیورات۔ چند ہزار کو ترستے بھوکے ننگے، دوا دارو سے محروم، صاف پانی کو ترستے کیڑے مکوڑوں نما انسان ان کی کھربوں کی ہوش ربا داستانیں پڑھ سن کر انگشت بدنداں ہیں۔ کہ کچھ تو ادھر بھی! پانی کی فراہمی پر 16 ارب کھا گئے۔ عوام پر چڑھ دوڑنے کو نالہ لئی کا پانی کافی ہے۔ عوام اب مزید خیر منائیں، یہی والے پاک پوتر پرویز مشرف ٹانگیں قبر میں اور نظر کرسی پر جمائے متحدہ مسلم لیگ بنا کر آپ پر حکمرانی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ متحدہ لیگ میں ایم کیو ایم والی متحدہ سمائے گی۔ اور مسلم لیگ تو ایوب خان تا مشرف ایک ٹریڈ مارک ہے۔ سو اس میں سارے الف، ب، ج، د، ق سما جائیں گے۔ مسکین پاکستان سے نچوڑنے کو باقی کیا رہ گیا ہے؟ یہ راز انہی کو معلوم ہے۔ ایسے میں ترکی کی طرح چین کے مسلمانوں کا غم کھانے والے لوگ حکمرانوں سے کیا توقع رکھتے ہیں؟ ہمارے محبوب دوست کی سمندروں سے گہری پہاڑوں سے اونچی دوستی میں ہم اپنے چینی مسلمان بھائیوں کی کس مپرسی کا کیا ذکر کریں جو نماز، روزے تک کا حق نہیں رکھتے۔ تاہم چین مسلم دنیا میں وسیع معاشی مفادات رکھتا ہے۔ یہ یاددہانی ضروری ہے!

ظلم سے اکبر بتوں کے چپ نہ رہنا چاہیے
اور کچھ نہ بن پڑے تو شعر کہنا چاہیے

☆☆☆☆☆

خادمِ قرآن......مبلغِ دین......سرگرم رکن قافلہ جہد نفاذِ اسلام

محترم حافظ انجینئر نوید احمد مرحوم و مغفور

شجاع الدین شیخ

میرے استاد، محسن، ہمدرد، مربی، بھائی، دوست اور روحانی والد محترم حافظ انجینئر نوید احمد تقریباً چھ ماہ کی شدید علالت کے بعد 29 رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک تقریباً سوا ایک بجے دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ رمضان المبارک کا آخری جمعہ، پھر نماز جمعہ کے مبارک وقت انتقال، اسی روز بعد نماز عصر ماہ مبارک کی آخری ساعتوں میں نماز جنازہ، پھر وقت افطار سے کچھ قبل تدفین اور بعد افطار عید الفطر کی رات ''لیلۃ الجائزۃ'' میں تدفین کے بعد کے مراحل کا معاملہ......اللہ اکبر کتنی مبارک ساعتیں باری تعالیٰ کی جناب سے مقدر ہوئیں۔

محترم نوید صاحب ایک جامع الصفات شخصیت تھے۔ قائدانہ صلاحیت ہو یا خطیبانہ مہارت، تدریسی قابلیت ہو یا تربیتی استعداد، تصنیف و تالیف کی خوبی ہو یا تحریکی جذبہ و ایثار---ہر ایک صلاحیت سے بھرپور حصہ باری تعالیٰ کی جانب سے ان کو عطا ہوا۔ ذاتی معمولات میں قناعت و زہد ہو یا انتہائی بے تکلف اور سادہ طرز زندگی، خودداری اور توکل علی اللہ ہو یا تقویٰ اور للہیت، خلوص و خیر خواہی ہو یا ایثار و قربانی، تعلق مع اللہ ہو یا قیام بالقرآن، کثرت تلاوت قرآن ہو یا ذکر الٰہی، وقت کی قدر اور اس کا بہترین استعمال ہو یا بامقصد اور متحرک تحریکی زندگی گزارنا......اللہ تعالیٰ نے ان تمام پہلوؤں سے استاد محترم کو خوب نوازا۔

محترم نوید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خدمت قرآن کے لیے خوب قبول فرمایا۔ ''آسان عربی گرامر'' اور ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی'' کی تدریس آپ کے لیے بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے۔ ''آسان عربی گرامر'' کی ویڈیو ریکارڈنگ جو اب DVDs میں دستیاب ہے اور ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی'' کی Qtv پر نشر ہونے والی ویڈیو ریکارڈنگ سے اندرون و بیرون ملک بلا مبالغہ ہزاروں حضرات و خواتین کو فہم قرآن کا ذوق اور سہولت میسر آئی جو نہ صرف عوام الناس بلکہ مدرسین قرآن کے لیے بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ بانی تنظیم اسلامی، استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کے آغاز کردہ ''دورۂ ترجمہ قرآن مع تراویح'' کے سلسلہ کو کراچی میں ایک تحریک کی شکل دینے کا سہرا بھی محترم نوید صاحب کے سر ہے۔ اس حوالہ سے تربیتی ورکشاپ، مدرسین کی تیاری، ان کے لیے نوٹس اور نکات کی فراہمی اور ان کی مسلسل تربیت بھی نوید صاحب ہی کا خاصہ تھا۔ الحمدللہ، اس سال کراچی میں تقریباً 40 مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن اور خلاصہ مضامین قرآن کے اجتماعات منعقد ہوئے جن میں تدریس کی سعادت حاصل کرنے والے تمام ہی مدرسین (بشمول راقم) بالواسطہ یا بلاواسطہ نوید صاحب ہی کے فیض یافتہ ہیں۔ خدمت قرآن کے ضمن میں بانی تنظیم اسلامی کا جاری کردہ ''قرآن فہمی کورس'' بھی ایک بہت معروف اور منظم کاوش ہے۔ اسے بھی کراچی میں ایک تحریک کی شکل دینے کی سعادت محترم نوید صاحب کے حصہ میں آئی۔ کراچی میں 20 سے زائد ایک سالہ قرآن فہمی کورسز منعقد ہو چکے ہیں جن میں کامیابی کے ساتھ شرکت کرنے والے افراد کی تعداد سینکڑوں میں ہے اور ان میں سے کئی ایک ''قرآن فہمی کورس'' اور دیگر کورسز اور کلاسز میں تدریسی ذمہ داریاں انجام دینے کے ساتھ دروس قرآن، دورہ ترجمہ قرآن، خلاصہ مضامین قرآن، خطاب جمعہ و عیدین، تعلیمی اور کاروباری اداروں اور مختلف نشریاتی اداروں (بشمول ٹی وی چینل) میں خدمت قرآنی کے مشن میں مصروف عمل ہیں۔

خدمت قرآن اور نفاذ دین کی جدوجہد کے حوالہ سے استاد محترم نوید صاحب کی محنت کا ایک اہم ترین گوشہ افراد کی تیاری اور اداروں کے قیام کی کوششیں ہیں۔ نوجوان ساتھیوں کو خدمت قرآن اور اقامت دین کی جدوجہد کے لیے ابھارنا، ان کے اہل خانہ سے ان

ساتھیوں کے حصول کی محنت کرنا، ان ساتھیوں کی تربیت اور مسلسل ساتھ لے کر چلنا بلکہ انگلی پکڑ کر چلانا انہی کا خاصہ تھا۔شہر کراچی کے اکثر مدرسین (بشمول راقم) ان کی اسی محنت کا ثمر ہیں۔کراچی میں قرآن اکیڈمی ڈیفنس کے بعد وسط شہر میں قرآن اکیڈمی یاسین آباد جیسے بڑے مرکز کے علاوہ انجمن خدام القرآن سندھ کراچی اور تنظیم اسلامی کے کئی مراکز کے آغاز اور ان کی آبادکاری میں محترم نوید صاحب کے شب و روز کا خلوص، ایثار، قربانی، لگن اور انتھک محنتیں مرکزی حیثیت کی حامل ہیں۔

استادمحترم نوید احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تصنیف وتالیف کا خصوصی شغف اور صلاحیت عطا فرمائی۔ ہفتہ وار دروس قرآن اور خطابات کے نوٹس کی تیاری ہو یا خطاب جمعہ وعیدین، خوشی وغمی کے مواقع پر بیان کا موقع ہو یا قرآن فہمی کورس کی تدریس کا عمل، ہر موقع کے اعتبار سے بھرپور تیاری ان کا خاصہ تھا۔ اس حوالہ سے سینکڑوں تحریریں اور نوٹس یقیناً ایک بہت بڑا علمی ورثہ ہے۔ بانی تنظیم اسلامی کے مرتب اور بیان کردہ ''منتخب نصاب'' کے حوالہ سے ''نکات برائے دروس وتدریس'' محترم نوید صاحب کی بہت ہی مربوط اور گراں قدر تالیف ہے۔اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود بانی تنظیم نے فرمایا تھا کہ اب انڈیا سے Peace tv پر منتخب نصاب کی ریکارڈنگ کا تقاضا آیا تو انہی مرتب شدہ نکات کو سامنے رکھ کر خطاب کروں گا۔محترم نوید صاحب کا مرتب کردہ ''خلاصہ مضامین قرآن'' بھی ایک انتہائی مفید تالیف ہے جس میں پارہ بہ پارہ، رکوع بہ رکوع آیات کے عنوانات کے ساتھ اہم نکات مرتب کیے گئے ہیں۔اس تالیف کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ طبقہ علماء کرام سے بھی بعض اہل علم اس سے استفادہ کررہے ہیں۔ نیز مدرسین دورہ ترجمہ قرآن کے علاوہ اندرون و بیرون ملک بھی کئی افراد اس کی مدد سے تدریس کی ذمہ داریاں ادا کررہے ہیں۔کراچی کے چند مدرسین نے اس کتاب پر مشتمل ریکارڈنگ بھی کرائی ہے جو مختلف ٹی وی چینل نشر کرچکے ہیں۔حال ہی میں مرحوم کی ایک اور اہم تالیف ''ترجمہ تدریس قرآن'' کے نام سے (جلد دوم تک) منظر عام پر آچکی ہے جو اصلاً مدرسین قرآن کے لیے انتہائی مفید ہے۔ اس میں آیات کے رواں ترجمہ، خلاصہ مضامین قرآن اور دیگر اہم نکات کو یکجا کیا گیا ہے۔محترم نوید صاحب اپنی شدید علالت کے دنوں میں بھی اس تالیف پر کام کرتے رہے اور بفضلہ تعالیٰ اپنے حصہ کا کام مکمل کرگئے اور اب بقیہ حصوں کی اشاعت کا مرحلہ باقی ہے۔ ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی'' بھی مرحوم کی ایک اہم تالیف ہے جس کے ذریعہ عربی گرامر کے بنیادی قواعد کم وقت میں سیکھ کر ترجمہ قرآن کی مشق کی استعداد حاصل کی جاسکتی ہے۔ مرحوم کی اس تالیف پر مشتمل ریکارڈنگ Qtv پر بھی نشر ہوئی۔ ان کی دیگر تالیفات میں ''چہرہ کا پردہ''، ''قواعد تجوید'' اور ''سود کی حرمت اور خباثتیں'' شامل ہیں۔

استادمحترم نوید احمد صاحب نے ایک بھرپور تحریکی زندگی بسر کی۔ فریضہ اقامت دین کے جدوجہد میں تن من دھن لگانے کی جو ترغیب بانی تنظیم اسلامی پوری زندگی دیتے رہے، نوید صاحب اس کا عملی نمونہ تھے۔نظم کی پابندی، ہروقت دستیاب رہنا، رفقاء کے ساتھ ''رحماء بینھم'' کی عملی تصویر، جان ومال سے جہاد، اخلاص، محنت، لگن، رفقاء کے ذاتی معاملات کی فکر، دوسروں کے لیے خود مثال بننا، دعوت وتربیت اور تعلیم وتدریس کے تقاضے، رفقاء میں تحریک کی تحریص، عزیمت کا نمونہ......ان تمام ہی خوبیوں سے باری تعالیٰ نے مرحوم کو خوب نوازا تھا۔کراچی کے ہرکونے میں تنظیم کی دعوت اور تعارف کی کوشش سے لے کر اسروں، مقامی تنظیم اور حلقہ کو مضبوط کرنے تک ان کی شبانہ روز محنت اپنی مثال آپ ہے۔کراچی کا ہر تنظیمی گھرانہ بلاشبہ ان کا احسان مند ہے اور بالواسطہ یا بلاواسطہ انہیں اپنا معلم، مربی اور محسن سمجھتا ہے۔گزشتہ چند برسوں سے امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے مرحوم لاہور منتقل ہوئے (جبکہ ان کے اہل خانہ کراچی ہی میں رہے)۔مرکزی ناظم تعلیم وتربیت کی ذمہ داری کی ادائی میں پورے پاکستان میں مصروف عمل رہے اور تربیتی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ تا آنکہ گزشتہ چند ماہ سے شدید علالت کی وجہ سے کراچی ہی میں مقیم رہے۔

استادمحترم نوید احمد صاحب کے بارے میں لکھنے کے حوالہ سے میری کم علمی رکاوٹ اور ہفتہ وار پرچہ کا ایک یا کچھ زائد صفحہ یقیناً ناکافی ہے۔ ان کی دیگر خدمات، خصوصیات اور صفات کے بارے میں یقیناً مجھ سے بہتر لکھنے والے رفقاء اور احباب ضرور لکھیں گے۔ آخر میں استادمحترم کے حوالہ سے اپنے ضمن میں یہ ضرور لکھنا چاہوں گا کہ راقم پر ان کی خصوصی نگاہ اور شفقت کا معاملہ رہا۔راقم ان سے 1997 سے واقف اور وابستہ رہا۔ چارٹرڈ اکاؤنٹنسی کے دوران 1998ء میں راقم کی تنظیم اسلامی میں شمولیت ہوئی۔2000ء میں استادمحترم نے قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں راقم کو دورۂ ترجمہ قرآن کی ذمہ داری دی جبکہ راقم ابھی آڈٹ فرم میں بھی مصروف تھا، نہ اس نے ایک سالہ کورس کیا تھا اور نہ ہی اور کوئی باقاعدہ مشق کی تھی اور یہ راقم کا پہلا ہی تجربہ تھا اور وہ بھی قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں جہاں بانی تنظیم اسلامی سے لے کر تمام سینئر مدرسین یہ سعادت حاصل کرچکے تھے۔مگر استادمحترم نے کمال شفقت فرماتے ہوئے خود بھی وسط شہر میں رات دورہ ترجمہ قرآن کے بعد پورا مہینہ قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں قیام کیا اور رات کے آخری حصہ میں وہ مجھے دورہ ترجمہ قرآن کی تیاری کراتے اور یہ سلسلہ پورے ماہ رمضان جاری رہا۔اس کے بعد کی تفصیلات بہت زیادہ ہیں جن میں ایک سالہ قرآن فہمی کورس میں تدریس، خطابات جمعہ و عیدین، عمومی خطابات و دروس اور دیگر بہت سے حوالوں سے ان کی شفقت وتربیت راقم پر بہت بڑا احسان ہے مگر ان کی وضاحت سردست ممکن نہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کی تمام نیکیوں اور کاوشوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے، ان کی خدمت قرآن و دین کی تمام مساعی کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے پُر فرمائے اور جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلا کر قرآن و دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔آمین!

☆☆☆

معذرت

از مکتبہ خدام القرآن، لاہور

''بیان القرآن'' کی کتابی صورت میں تکمیل پر مکتبہ خدام القرآن لاہور کی طرف سے ماہ رمضان المبارک کے دوران مکمل سیٹ پر خصوصی رعایتی قیمت کا اعلان کیا گیا تھا اور ندائے خلافت میں اس کا اشتہار شائع کیا گیا تھا۔ واضح رہے کہ اس ''خصوصی رمضان گفٹ'' سکیم کے تحت ایک ہزار سیٹ تیار کیے گئے تھے' جو ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئے اور اس کے بعد موصول ہونے والے آرڈرز کی تعمیل ممکن نہ رہی۔اگرچہ اشتہار میں ''سٹاک کی دستیابی تک محدود پیشکش'' کے الفاظ شامل تھے' تاہم ہم اپنے ان تمام کرم فرماؤں سے معذرت خواہ ہیں جن کے آرڈرز کی تعمیل نہ ہوسکی اور انہوں نے اس پر اظہار ناراضی فرمایا۔

رمضان کے بعد انوار و انعامات

ڈاکٹر عبدالحی رحمہ اللہ

ادائے شکر

رمضان شریف آئے اور چلے گئے۔ پھر وہی ہم ہیں پھر وہی مشاغل، پھر وہی نفس شیطان ہیں اور وہی حالات زندگی۔

پھر اسی بے وفا پہ مرتے ہیں
پھر وہی زندگی ہماری ہے

رمضان شریف کے متعلق کتنی فضیلتیں سنیں، کچھ اثر بھی محسوس ہوا اور کچھ ان کا حق ادا کرنے کی توفیق بھی ہوئی، کچھ نہیں محسوس ہوتا ہم جو عبادات طاعات میں مشغول رہے ان کا کیا اجر ملا، ہمارے ایمان و روح میں کس قدر ترقی ہوئی، اللہ تعالیٰ کی کس قدر رضا نصیب ہوئی، کچھ محسوس نہیں ہوتا تو دیکھیے پہلے یہاں سے شروع کیجیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ان ہزاروں احسانات و کرامات کا شکریہ ادا کریں جن کو محسوس کرتے ہیں اور جن سے ہر وقت کا واسطہ ہے اور عادت ڈالیں ان نعمتوں کی قدردانی کی۔ جب قدر کریں گے تو قلب اور روح میں صحیح صلاحیتیں پیدا ہوں گی، قابلیت پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے اور روزہ داروں کو صلہ میں دوں گا۔ ہمیں آپ کو کیا معلوم کہ کن کن عنوانات سے اور کس قدر انعامات عطا ہو رہے ہیں۔ ہمارے اللہ تعالیٰ ایسے ہی مربی، ایسے ہی رحیم و کریم ہیں، ان کی رحمتیں اور بے بہا نعمتیں ہمارے احساس سے بالاتر ہیں کیونکہ یہ سب روحانی ایمانی ہیں لیکن جو کچھ انعامات محسوسات میں سامنے ہیں ان کو ذرا مستحضر کر لیں اور شکر ادا کریں۔

احساس بندگی

اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے تو معلوم ہوا کہ یہیں سے شفقت کا معاملہ شروع ہوا۔ اب تمہارے پاک وصاف ہوجانے کا موقع عطا فرمایا جا رہا ہے اس لیے کہ ناپاکی کے ساتھ نہ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوسکتا ہے اور نہ ان کے احسانات کا ادراک ہوسکتا ہے۔ تمہارے ہی نفع کے لیے اللہ تعالیٰ نے ذرا تیور بدل کر فرمایا دیکھو اگر تم نے اس ماہ میں اپنے گناہ معاف نہ کروالیے تو برباد ہو جاؤ گے، تباہ ہو جاؤ گے۔ اللہ میاں کا یہ تیور کام آ گیا، بندے ڈر گئے اور لالچ میں بھی آ گئے اور عرض کرنے لگے یا اللہ ہماری ساری زندگی کے گناہ معاف فرما دیجیے۔ ہم نہ جانے کہاں کہاں ملوث رہے اور نہ جانے کتنی لغوتیوں اور معصیتوں میں اپنے دن گندگی میں گزار لیے۔ ہم نے شرافت کے احساسات مٹا لیے اور اپنا احساس بندگی ہی کھو بیٹھے لیکن اب جبکہ ندامت کا احساس ہوا تو توبہ استغفار کی توفیق ہوئی۔ چونکہ ندامت اور خلوص دل سے توبہ کر لی تو اللہ میاں نے اپنے وعدے کے مطابق معاف فرما دیا، اب قلب صاف ہو گیا اور ہم متقی اور پرہیزگار ہو گئے۔

روزہ دار کے انعام

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ ہم تم کو دس دنوں تک مورد رحمت بنائیں گے۔ کون سی رحمت جس کو اللہ میاں چاہتے ہیں کہ تمہارے لیے ہو اور جس کی تم کو ضرورت ہے۔ پھر دس دنوں تک مورد مغفرت بنائیں گے اور اگر پھر بھی اندیشہ ہو تو دس دن ہم ایسے رکھیں گے کہ پروانہ نجات دے دیں گے۔ اب تو دوزخ سے چھٹی ہوگئی اور ایسے پاک صاف ہو گئے کہ نفس بشریت کے جتنے فاسق مادے تھے سب دور ہو گئے۔ لا الٰہ الا اللہ یہ انعامات کس کو مل رہے ہیں؟ روزہ مومنین کو، کون مومنین؟ جو ان کے محبوب نبی ﷺ پر ایمان لائے۔ ارے وہ محبوب نبی ﷺ جن کو اللہ جل شانہٗ نے اپنی صفات کا مظہر بنایا، خود بھی رؤف الرحیم اور رحمت للعالمین اور آپ ؐ کو بھی رؤف الرحیم اور رحمت للعالمین بنایا۔ آپ ہی کی دل جوئی، آپ ہی کی خاطر یہ سب انعامات مؤمنین کو عطا فرمائے۔ اسی محبوب نبی ﷺ کے واسطے جو عالم ناز میں آ کر اپنے رب سے کہتے ہیں کہ میں تو راضی نہ ہوں گا جب تک میں اپنی مراد نہ پالوں اور جب تک اپنے اُمتیوں کے لیے تمام مغفرت کا سامان نہ کرالوں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اچھا ہم ایسا انعام دیں گے جو آپ ؐ کے امتیوں کے قیاس اور وہم و گمان میں بھی نہ آسکے گا۔

مقصود عبادت

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مہینہ میرا ہے، اس ماہ مبارک میں ہم کو بھی اپنا ہی بنا لینے کے لیے بہت سے ذرائع بھی عطا فرمائے اور ایسی عبادات و طاعات کی توفیق دی جس میں انہیں کی رضا جوئی پیش نظر تھی۔ چنانچہ روزہ داروں کی ساری رات عبادت میں گزر جاتی ہے، افطار سے پہلے ہر مسلمان ہی دنیا کے مشاغل سے فارغ ہو کر عبادات کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ روزہ افطار کے بعد نماز مغرب میں نوافل ادا کیں، اس کے بعد کھانا کھایا، پھر تراویح سے فارغ ہوتے ہوئے کافی وقت گزر گیا اور دیر سے سونے کا وقت ملا۔ اس کے بعد جب سحری کے لیے بیدار ہوئے تو اس وقت نوافل تہجد، تسبیحات اور فراغت قلب کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعائیں و مناجاتیں نماز فجر تک جاری رہیں۔ نماز فجر باجماعت ادا ہوئی۔ پھر دن میں بھی اشراق و چاشت کی نمازیں، کلام پاک کی تلاوت، اذکار اور اوراد میں مشغولیت اور اس کے علاوہ دنیوی مشاغل میں ہر وقت ذکر اللہ اور پاکیزگی کا اہتمام رہا۔ یہ سب باتیں تعلق مع اللہ ہی تو پیدا کرنے والی ہیں۔ اگر ان سب کا خلاصہ نکالیے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ مبارک میں ہم کو کتنا زیادہ کلام اللہ سننے اور پڑھنے کا موقع ملا جو ایک معنی میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہی کی سعادت ہے۔ پھر اور دنوں کے مقابلے میں اس ماہ مبارک میں زیادہ وقت دعاؤں اور مناجاتوں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے۔ ان سب باتوں کا حاصل الحمدللہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان سب خصوصیات کی توفیق عطا فرمائی تو قبول بھی فرما لیا اور یہی ہماری عبادات کی غایت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے عنوانات عطا فرما کر ہم کو اپنا ہی بنا لیا۔ **اللھم لک الحمد و لک الشکر**

دولت لازوال

روزہ داروں کے لیے اعلان ہو رہا ہے کہ جنت سجائی جا رہی ہے، مہکائی جا رہی ہے، بسائی جا رہی ہے۔ کیوں؟ ہمت افزائی کے لیے، ایمان افروزی کے لیے، اپنے تعلق خاص کے لیے۔ اس کے علاوہ اور کیا کرم چاہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے فرشتے جو ہمہ وقت تسبیح

وتحلیل میں مصروف رہتے ہیں، ان کو حکم ہوتا ہے کہ ابھی اپنی اس عبادت سے رک جاؤ اور اپنے بندوں کے لیے جو روزہ دار ہیں دعائے مغفرت کرو اور جو دعائیں بندے مانگیں اس پر آمین کہو۔ ارے کتنا بڑا احسان ہے۔ کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نادانو! تمہیں کیا معلوم ہم نے تمہیں کیا دے دیا، صفات ملکوتی تمہیں دی گئی ہیں اور فرشتوں کو روزہ رکھوا کر یعنی ان کی غذا تسبیح و تہلیل سے رکوا کر تمہارے لیے دعائیں کروائیں۔ اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ نے وہ دولت لازوال دے دی کہ اندازہ ہی مشکل ہے۔ جنتوں میں بھی وہ بات نہیں جو اس عالم امکان میں عطا فرمائی یعنی اپنا کلام پاک نازل فرمایا۔ یہ ایسا آخری انعام ہے کہ آج تک مخلوقات پر کبھی عطا نہ ہوا تھا۔ جو انسان کو انسان بنا دے، شرافت نفس پیدا کر دے اور اشرف المخلوقات کے مرتبہ پر فائز کر دے اور پھر اسی کلام پاک میں ایک آیت جو ہر چیز پر حاوی و بھاری ہے:

الیوم اکملت ...... سلام دینا

تو اس سے بڑا انعام اور کیا ہوگا جو سراپا نور ہو اور جو اس سے تعلق رکھنے والوں کو نور علیٰ نور بنا دے۔ ہم نے تو اپنی سمجھ کے مطابق یوں تو ایک عمل تلاوت کلام اللہ کیا مگر نقوش کی زیارت سے آنکھیں منور ہو گئیں، کانوں سے سنا تو سماعت میں نور پیدا ہو گیا، زبان سے الفاظ ادا کیے تو زبان سے نور پیدا ہو گیا۔ قدر کرو اور شکر ادا کرو، ایک عمل میں تین انعامات ملے۔ یہ کلام اللہ عالم کائنات میں اللہ تعالیٰ کی ابدی و سرمدی نعمت لازوال غیر مترقبہ ہے۔

ترقی پیہم

تیس دن تک اللہ تعالیٰ نے مسلسل تم کو تراویح میں اپنا کلام سنوایا، اپنے جنت کے لیے وعدے تازہ فرمائے، دوزخ کے عذاب سے ڈرایا اور اس سے باز رہنے کی ہم کو ہدایت کی۔ اس سے بڑی بات اور کیا چاہیے کہ تیس دن تک احکم الحاکمین سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا رہا، دور سے نہیں بالکل قریب سے۔ اتنا قریب بلا لیا کہ تمام عمر مجاہدہ کرتے رہیں، تب بھی اتنا قرب نہیں آ سکتا تھا۔ بغیر استحقاق کے روزانہ نماز تراویح کے ذریعے سے چالیس مقامات قریب مزید عطا فرما دیے۔ ہر سجدہ مقام قریب ہی ہوتا ہے۔ اس طرح کہ ہر دوسرا سجدہ مقام اعلیٰ پر ہوتا ہے۔ اس طرح مقام قریب میں پیہم ترقی عطا فرمائی۔ یہ سب علامات تعلق مع اللہ ہیں۔

خصوصیت اُمت محمدیہ ﷺ

اس ماہ مبارک میں پھر اللہ تعالیٰ نے ایک نعمت لیلۃ القدر عطا فرمائی۔ کیا ہم لوگوں کے وہم و گمان میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنے روزہ دار بندوں کو کیا کیا انعامات عطا فرمانے والے ہیں۔ نہ فرشتوں، نہ نبیوں کسی کے گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا اور نہ ہی کوئی تمنا کر سکتا تھا۔ یہ وہی لیلۃ القدر ہے جس میں مغرب کے وقت سے لے کر طلوع فجر تک حضرت جبریل علیہ السلام اپنے ساتھ منجانب اللہ ملائکہ رحمت کو لے کر دنیا میں سلامتی کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ آج تک کسی اُمت کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہی نہیں تھا۔ کتنی خصوصیت ہے ہم لوگوں کے ساتھ۔ لا الٰہ الا اللہ تمام کائنات عالم ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک سب مل کر تمنا کرتے، مجاہدہ کرتے تب بھی ان کے وہم و گمان میں بھی نہ آتا کہ لیلۃ القدر میں کتنی سلامتیاں ہیں، کیسی کیسی نعمتیں اور رحمتیں ہیں جو بغیر کسی خاص عبادت کے صلہ میں حاصل ہو رہی ہیں۔ محض اپنے فضل سے، محض اپنے کرم سے، محض اپنے محبوب ﷺ کو راضی کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ دولت لیلۃ القدر عطا فرمائی۔

نماز شکرانہ

اب اتنی باتیں تو ہو گئیں، تمام انعامات دیئے چاہے ہمیں احساس ہو یا نہ ہو، انعام مل گیا ہے اور اسی لیے عید کے دن اول ہی وقت نماز شکرانہ ادا کر لی۔ دینے والے نے تو بہت کچھ دے دیا اصل میں ہم پر شکر واجب ہوا۔ اب اس کے متعلق حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب مسلمان نماز عید الفطر کے لیے جمع ہوتے ہیں اور خدا کی تجلیات کبریائی کے لیے چھ زائد تکبیریں ادا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے متوجہ ہو کر پوچھتے ہیں کہ یہ مجمع کیا چاہتا ہے تو فرشتے عرض کریں گے یا اللہ یہ جو آپ نے انعامات عطا فرمائے ہیں ان کا شکر ادا کرنے آئے ہیں وہ شکرانہ نماز جو آپ نے واجب فرمائی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کہہ دو سب بخش دیئے گئے ہیں۔ یہ صادق و مصدوق ﷺ کا اعلان ہے جس پر ہر مسلمان کا ایمان و ایقان ہے۔

دیکھو! تم کو اب ایسی شرافت انسانیت اور شرافت نفس عطا ہوتی ہے کہ نفس و شیطان مضمحل ہو کر پامال ہو گئے۔ تم خدا کی رضا جوئی میں کامیاب ہو گئے اور تمہاری صلاحیتیں درست ہو گئیں اور اللہ کا تم پر بڑا ہی فضل ہوا، جاؤ خوشی مناؤ۔ لیکن افسوس کہ ہم ان صلاحیتوں کی چند دنوں بعد ناقدری شروع کر دیتے ہیں۔ تو دیکھو! بھئی ایسی ناقدری نہ کرو۔ ارادہ کر لو کہ جو صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں ان کو قائم رکھیں گے۔ اپنے نفس کو، آنکھ کو، دل کو، زبان کو اپنے ہر معاملات میں پاک رکھیں گے اور اللہ ہی کے فضل سے امید رکھیں کہ اب ان شاء اللہ ہم کو اللہ کی رضا جوئی میں آسانیاں ہو جائیں گی۔

روحانیت کے آثار

ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ ہم اتنے بہت سے انعامات و احسانات لیے بیٹھے ہیں لیکن کچھ محسوس نہیں ہوتا، یہ کیا بات ہے؟

سنئے آپ کو اور کیا محسوس ہوتا ہے؟ آپ نے کھانا کھایا، پیٹ بھر لیا۔ کچھ خبر ہے معدہ کے اندر کیا ہو رہا ہے؟ محسوس کیجیے، زور لگائیے اور بتلائیے غذا رگوں میں کس طرح تقسیم ہو رہی ہے۔ تحلیل شدہ غذا کے اجزاء اور تاثرات خون بن کر رگوں کو کس طرح قوت بخش رہے ہیں۔ کچھ نہیں محسوس ہوتا لیکن سب جزو بدن ہو رہا ہے۔ آنکھوں کی بینائی مل رہی ہے، کانوں کو سماعت مل رہی ہے، زبان کو گویائی مل رہی ہے، دماغ کو حافظہ مل رہا ہے۔ اسی غذا کی وجہ سے تو یہ سب کچھ ہے جو پیٹ میں ہے۔ یہ سب کچھ ذرا غور کر کے، محسوس کر کے بتلائیے کہ کتنی بینائی بڑھی، کتنی سماعت بڑھی، کتنی گویائی بڑھی۔ یہ سب کارخانہ مادی ہے جو کام کر رہا ہے۔ بتاؤ کچھ محسوس ہوا؟ لطیف سے لطیف چیزیں اس غذا کی بدولت پیدا ہو رہی ہیں۔ احساسات، جذبات، تخلیات، ایثار، محبت، ذہانت، شرافت، فراست سب پرورش پا رہے ہیں، کچھ محسوس نہیں ہو رہا ہے کہ کیسے ہو رہا ہے لیکن سب ہو رہا ہے۔ ہاں آپ صرف یہ محسوس کریں گے کہ صحت و قوت پیدا ہوئی اور ترقی کی نشو و نما کی صلاحیتیں پیدا ہوئیں۔ اسی طرح روح کی غذا اللہ کا ذکر اور امر ہیں اور پرہیز نواہی ہیں۔ الحمد للہ تیس دن تک آنکھوں، کانوں اور زبان کا پرہیز کر لیا، توبہ استغفار کر لی تو تقاضائے فطری اور نفسانی جو جائز بھی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی کچھ وقت کے لیے ترک کرا دیا تا کہ صفات ملکوتی اچھی طرح پرورش پا سکیں، روح کو غذا بھی الحمد للہ ملتی رہی، ذکر اللہ، کلام اللہ، تسبیحات، نوافل کی سعادتیں بھی نصیب رہیں تو روح نے ساری ایمانی غذا لے لی۔ پھر لیلۃ القدر جو تجلیات لے کر آئی تھی وہ سارے تجلیات و انوار روح نے جذب کر لیے۔ اب غور کیجیے کہ جب مادی چیزیں محسوس نہیں ہوتیں تو جسم کی لطافت روحانیہ، ایمانیہ کیسے محسوس ہو۔ آثار معلوم ہوتے ہیں جیسے جسم کی صورت کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ جو کچھ آپ لوگوں کے سامنے بیان کیا گیا اس میں نہ تو تعلّی ہے نہ شاعری نہ مبالغہ، سب حقیقت ہے۔

اب دعا کیجیے یااللہ جو کچھ ہم نے سنا اور کہا یہ سب آپ کی عطا ہے، یااللہ آپ کے انعامات برحق، آپ کے احسانات برحق، آپ نے تو یااللہ ہمیں یقیناً اپنی رحمتوں اور تعلق خصوصی سے مالا مال فرما دیا اور ہم جس کے حق دار نہ تھے آپ نے وہ بھی عطا فرما دیا۔ یااللہ اس دولت عظیم کو ہم کیسے سنبھالیں گے؟ ہمارا نفس و شیطان دونوں ڈاکو ہیں۔ یا اللہ! یہ تو آپ کی دی ہوئی دولت ہے، آپ ہی حفاظت فرما دیجیے، یا اللہ! ہمیں توفیق دیجیے کہ ہم ان انعامات کی قدر کریں اور ان کا صحیح مصرف کریں اور ہمیشہ طلب مغفرت و استغفار اور آپ کی رضا جوئی کرتے رہیں۔ یا اللہ! آپ نے جو صلاحیتیں درست فرما دی ہیں ان کو روبکار رکھنے کی بھی توفیق عطا فرمایئے۔

یا اللہ! اپنے بندوں میں مکرم فرمایا ہے، اب ہم ذلیل نہ ہوں۔ یا اللہ! آپ نے ماہ مبارک میں سب کچھ دیا ہے تو اور مہینوں میں بھی عطا فرماتے رہیں، تمام مخلوق پر آپ نے فضیلت دی ہے مومن ہونے کی حیثیت سے تو اے اللہ! ہم پر اور دنیاوی اثر کوئی غالب نہ آنے پائے۔ یا اللہ! آپ نے ایسی حالت پر ہم کو پہنچا دیا ہے کہ اب ہم سے خوش ہی ہو جایئے اور ہم کو بھی خوش رکھیے۔ یا اللہ! آپ نے جو انعامات عطا فرمائے ہیں ان کو ہماری غلطیوں سے نقصان نہ پہنچنے پائے اور اگر ہم سے غلطیاں سرزد ہوں تو آپ اپنی رحمت و مغفرت سے تلافی فرما دیجیے۔ ہم کو توبہ استغفار کی توفیق عطا فرمایئے۔ یا اللہ! ہم کو ایمان کامل اور اعمال صالحہ کے ساتھ زندہ رکھیے اور اپنے محبوب نبی ﷺ کی اتباع کامل کے ساتھ زندہ رکھیے اور جب خاتمہ ہو تو انہیں چیزوں پر ہو۔ آپ کی رضائے کاملہ اور حضور ﷺ کی شفاعت کبریٰ حاصل ہو اور بغیر حساب کتاب یااللہ ہم سب جنت میں داخل ہو جائیں۔ آمین!

☆☆☆

قابل غور

رمضان المبارک کے اعمال کو جاری رکھیں

ارشاد الحق

رمضان اللہ کی طرف سے عطاء کردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس رمضان کے بعد اللہ تعالیٰ کئی اور رمضان ہمیں عطاء فرمائے اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ یہ رمضان ہماری زندگیوں کا آخری رمضان ہو۔ یہ رمضان بھی پہلے والے کئی رمضانوں کی طرح گزر تو گیا، سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہم نے یہ رمضان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں گزار دیا۔ اور اس سے بڑھ کر سوچنے اور سمجھنے والی بات یہ ہے کہ رمضان میں اگر ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اختیار کیے رکھی تھی تو اب رمضان کے بعد کیا ہم اس اطاعت پر قائم ہیں؟

اگر ہاں تو الحمدللہ بہت اچھی بات ہے، اور اگر نہیں تو یقیناً بہت خطرے اور نقصان والی بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان کی موت تک اللہ کی عبادت کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ رب کائنات کا فرمان ہے کہ ''اے ایمان لانے والو، اللہ (کی ناراضگی اور عذاب) سے بچو جیسا کہ اس سے بچنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا'' (سورۃ آل عمران)۔ پس مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی موت تک اللہ کی عبادت میں مشغول رہے، اور ایک سچے عملی مسلمان کی موت مرے۔ یعنی رمضان سے ملنے والا پہلا سبق یہی تھا کہ سچے ایمان والے اللہ کی اطاعت اختیار کرنے کے بعد پھر اس اطاعت سے پھرتے نہیں۔

روزہ بندے اور اس کے حقیقی، سچے اور تنہا معبود کے درمیان ایک راز اور ایک خاص تعلق والا عمل ہے جس کی حقیقت کا علم صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہی ہے اس لیے معروف حدیث قدسی میں اللہ کا فرمان ہے کہ ''آدم کی اولاد کے (نیکی کے) ہر کام پر اس کے لیے اس نیکی جیسی دس سے سات سو تک نیکیاں ہیں''۔ اس میں سبق یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے روزے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے مراقبے اور علم کے بارے میں یقین اور اللہ کے خوف واقعتاً روزہ رکھتا ہے تو اسے یہ بھی یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر وقت اس کے ہر قول وعمل کا مراقبہ کرنے والا ہے اور یہ یاد رکھے کہ جس اللہ نے اس پر روزہ فرض کیا اسی اللہ نے اس پر نماز، زکوٰۃ، حج، جہاد اور دیگر کئی اعمال فرض کیے ہیں۔ دکھ کی بات ہے کہ ہمارے کئی مسلمان بھائی رمضان میں تو نماز پڑھتے ہیں لیکن رمضان کے بعد نماز کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے حالانکہ نماز ساری زندگی ہر روز پانچ دفعہ پڑھنی فرض کی گئی ہے۔

رمضان مبارک میں ایک منظر ایسا دکھائی دیتا ہے جو روح تک کو سرور مہیا کرتا ہے اور وہ ہے مساجد کا نمازیوں سے بھر جانا۔ کیا ہی بھلا ہو کہ ہم اللہ کے گھروں کو ہمیشہ ہی اسی طرح آباد رکھیں اور رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق ان لوگوں میں سے ہو جائیں جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ روز قیامت اپنے عرش کے سایے میں عطا فرمائے گا۔

رمضان میں روزے کی حالت میں تو حرام چیزوں، کاموں اور باتوں سے ہم خود کو روکتے ہی ہیں یہ عمل رمضان کے بعد بھی جاری رہنا چاہیے۔

اس میں یہ سبق ہے کہ یہ جان لیا جائے کہ اللہ نے انسان کی پوری زندگی کے لیے جو کچھ حرام کیا ہوا ہے اس حرام سے بالکل اسی طرح دور رہنا چاہیے جس طرح کہ وہ رمضان کے دنوں میں حلال چیزوں سے بھی دور ہو جاتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم برکتوں والے مہینے رمضان سے ملنے والے ان اسباق کو سمجھ لیں اور ان کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کر کے اللہ سے ملیں اور اس کی تیار کردہ عظیم خوشیوں کو حاصل کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ شوال کا مہینہ شروع ہے۔ شوال میں چھ روزے بہت زیادہ اجر اور ثواب کے باعث ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے اس کو اتنا اجر ملے گا جیسے اس نے پورے سال ہی روزے رکھے۔

ضرورت رشتہ

لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال (ٹیکسٹائل ڈیزائنر) کے لیے لاہور میں رہائش پذیر تعلیم یافتہ اور برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0345-5147925

نواز مودی ملاقات اور کراچی آپریشن

16 جولائی 2015ء کو منعقدہ نشست کی تلخیصی رپورٹ

مہمانانِ گرامی: بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ (دفاعی تجزیہ نگار)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد خلیق

سوال: پاک بھارت وزرائے اعظم کی حالیہ ملاقات کا میڈیا میں آج کل بہت چرچا ہے۔ آپ کا اس حوالے سے کیا تاثر ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بھارت کے سفارتی ذرائع نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ بھارتی وزیراعظم روس میں پاکستان کے وزیراعظم سے ملنا چاہتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ بھارت نے یہ خواہش کیوں کی! چین پاکستان میں اقتصادی راہداری کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ حال ہی میں اقوام متحدہ میں چین نے لکھوی کے معاملے میں بھارت کی قرارداد کو ویٹو بھی کیا ہے۔ یوں چین پوری طرح پاکستان کی پشت پر ہے۔ روس بھارت سے بہت بری طرح مایوس ہوا ہے۔ بھارت جس تیزی کے ساتھ امریکہ کے قریب گیا ہے، روس میں اس حوالے سے بڑی ناراضگی پائی جاتی ہے۔ گزشتہ 30 برسوں کے دوران بھارت نے روس سے بے شمار فوائد حاصل کیے، لیکن اب اچانک وہ کود کر امریکہ کی گود میں چلا گیا ہے جبکہ روس سے تعلقات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ روس کا رجحان بھی اب پاکستان کی طرف ہو رہا ہے۔ امریکہ کا معاملہ یہ ہے کہ وہ افغان طالبان کے ساتھ پاکستان کے مذاکرات کے لیے پاکستان کی رضا حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا یہ تینوں طاقتیں یعنی چین، روس اور امریکہ پاکستان کو oblige کرنا چاہتی تھیں۔ اس صورت حال میں بھارت خود کو تنہا محسوس کر رہا تھا۔

سوال: یہی خفگی مٹانے کے لیے نریندر مودی نے 16 جون کو نواز شریف کو فون کیا اور پھر 3 جولائی کو سیکرٹری خارجہ نے باقاعدہ ملاقات کی درخواست کی؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل! وجہ یہی تھی کہ اس کی تنہائی دور ہو۔ اس لیے یہ درخواست کی گئی تاکہ عالمی طاقتوں کو دکھایا جا سکے کہ بھارت پاکستان سے مذاکرات کرنا چاہتا ہے۔ مذاکرات کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ہمارا دین ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ دشمن سے مذاکرات کر لو بات پُرامن طور پر ختم ہو۔ البتہ اس وقت جو صورت حال تھی، پاکستان اگر مذاکرات سے انکار بھی کر دیتا تو اس کی باقاعدہ وجہ موجود تھی۔ نریندر مودی نے اپنے حالیہ دورۂ بنگلہ دیش میں جو ہرزہ سرائی کی ہے کہ پاکستان کو دولخت کرنے میں ہمارا ہاتھ تھا، بنگلہ دیش کی آزادی میں بھارتی فوجیوں کا خون بھی شامل تھا، اس کے تناظر میں پاکستان یہ کہہ سکتا تھا کہ پہلے آپ اپنا بیان واپس لیں، پھر ہم مذاکرات کریں گے۔ بہرحال، جب بھارت کی طرف سے یہ دعوت آئی ہے تو پاکستان نے جذبۂ خیر سگالی کے طور پر وہ افطار پارٹی منسوخ کر دی جو دہلی میں پاکستانی سفارت خانے نے حریت کانفرنس کے رہنماؤں کے اعزاز میں پہلے سے طے کر رکھی تھی۔ ہو سکتا ہے پاکستان کے اس اقدام کے پیچھے یہ خوف بھی کارفرما ہو کہ کہیں بھارت ناراض نہ ہو جائے۔ اندازہ کیجیے ہمارے حکمرانوں کی ذہنیت کا! جب یہ اطلاع آئی تو اس خوشی میں ہمارے وزیراعظم کو تو شاید رات کو نیند بھی نہیں آئی ہو گی۔ ہماری وزارت خارجہ نے صورت حال کے مطابق تیاری نہیں کی۔ اس کے مقابلے میں بھارت مکمل تیاری کر کے وہاں گیا۔ اس نے پانچ نکات رکھے کہ ہم ان پر گفتگو کریں گے۔ پاکستان کی طرف سے کوئی نکتہ نہیں رکھا گیا۔

سوال: سرتاج عزیز تو کہتے ہیں کہ کشمیر کے مسئلہ کے بغیر بھارت سے کوئی مذاکرات نہیں ہوں گے؟

ایوب بیگ مرزا: میں اس طرف آ رہا ہوں کہ جو کچھ سرتاج عزیز نے کہا ہے اور بھارت کا اس بیان پر ردعمل بھی آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ بھارت کے طے کردہ پانچ نکات میں top preference بمبئی کے واقعے کو حاصل تھی۔ اس نے اس معاملے کو پہلے نمبر پر رکھا۔ اس کے بعد دہشت گردی کا معاملہ، جس کے حوالے سے بھی ان کا انداز ایسا ہے کہ دہشت گردی کا ارتکاب صرف پاکستان کی جانب سے ہوتا ہے۔ پاکستان نے کوئی معاملہ سامنے نہیں رکھا کہ ہم کس چیز پر بولنا چاہتے ہیں۔ جب سرتاج عزیز واپس آئے تو مذاکرات میں کشمیر کا ذکر نہ ہونے کے حوالے سے میڈیا میں بہت شدید ردعمل تھا۔ اس ماحول میں ہمارے بوڑھے افسر نے یہ بیان دیا۔ اس پر بھارت نے بڑے طنزیہ انداز میں مذاق اڑاتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت بات ان پانچ نکات پر ہی ہو گی، آپ جو چاہے کہتے رہیں! بہرحال یہ بہت ہی شرمناک بات ہے کہ ہم اپنا مسئلہ ہی سامنے نہیں رکھ سکے۔

ایک عجیب بات یہ سامنے آئی کہ بھارتی وزیراعظم نے ذکی الرحمٰن لکھوی اور حافظ سعید کے voice samples کا مطالبہ کیا ہے۔ ہمارے وزیراعظم نے اس کو تسلیم بھی کر لیا ہے، حالانکہ یہ معاملہ عدالت میں تھا اور ایسے موقع پر بڑا سیدھا سا جواب ہوتا ہے کہ جناب یہ بات ہماری عدالت میں چل رہی ہے، ہم اس پر کوئی بات نہیں کر سکتے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ voice sample کو بطور شہادت قبول کرنے کا نہ پاکستان میں، نہ بھارت میں اور نہ امریکا میں کوئی قانون ہے جبکہ ہمارے وزیراعظم اس کو قبول کر رہے ہیں۔ عدالت تو ویڈیو فوٹیج نہیں مانتی، آپ voice sample مانگ رہے ہیں۔ چلو لکھوی کا مانگ لیا کہ آپ کو اس کی ضرورت ہو گی۔ حافظ سعید تو جب بھی ٹی وی آن کریں، کسی نہ کسی چینل پر بات کر رہے ہوتے ہیں، ان کے voice sample لینے کا کیا تُک بنتا ہے! اندازہ کیجیے کہ ان کی جانب سے کیا کیا مانگا گیا اور ہماری طرف سے کیسے کیسے مانا گیا۔ اس پر بہت ہی افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ ہمارے وزیراعظم اُس وقت کس موڈ میں تھے! اس سے بھی بڑھ کر ان کے ساتھ جو سلوک ہوا ہے، اس کا ہمیں بہت دکھ ہے۔ ہمارا حکومت کے ساتھ، وزیراعظم

> روس میں پاک بھارت وزرائے اعظم کی ملاقات کے حوالے سے ہماری وزارت خارجہ نے کوئی تیاری نہیں کی تھی

کے ساتھ کتنا بھی اختلاف ہو لیکن ہم کبھی بھی یہ نہیں چاہیں گے کہ پاکستانی وزیراعظم سے بھارت کیا پوری دنیا میں کسی بھی جگہ پر توہین آمیز سلوک ہو۔ ایک لمبا سا ہال نما کمرہ تھا' اس کے ایک کونے میں مودی صاحب تشریف فرما ہیں اور نواز شریف صاحب enter ہونے کے بعد کئی فٹ چل کر

> نریندر مودی نے بڑی عیاری سے بھارت کی سفارتی تنہائی دُور کی ہے

اس کی طرف گئے ہیں جبکہ مودی صاحب ان کے استقبال کے لیے صرف اپنی کرسی سے کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ اصل میں بتانا چاہتے تھے کہ ہمارے سامنے پاکستان کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہمیں بھارت کو اسی پس منظر میں ڈیل کرنا چاہیے جس طرح وہ ہمارے ساتھ ڈیل کر رہا ہے۔

سوال: آپ را کی پاکستان میں مداخلت پر بھی بات کرنا چاہ رہے تھے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان میں را کی مداخلت ثابت ہو چکی ہے' کم از کم ہمارے لیے۔ بلوچستان میں اس کی مداخلت ثابت ہو چکی ہے۔ بھارت آبی جارحیت کر رہا ہے۔ ہم نے ان میں سے کسی چیز کا ذکر نہیں کیا۔ نریندر مودی کا بنگلہ دیش میں دیا گیا بیان ہے۔ شنید ہے کہ ان سب چیزوں کی بنیاد پر کیس تیار کیا جا رہا ہے تاکہ یو این او میں جایا جائے۔ اگر ہم یہ طے کر لیتے ہیں کہ افسران کی سطح پر بات ہوگی تو ہم یو این او کیا لینے جائیں گے؟

سوال: طارق فاطمی کہہ رہے ہیں کہ ہم بھارت کا معاملہ یو این او میں اٹھائیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: ہم یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہمارے وزیراعظم نے بان کی مون سے کہہ دیا ہے کہ مسئلہ کشمیر حل کرانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ سفارتی ذرائع تو ہم استعمال کر رہے ہیں' لیکن ہمارے سامنے جو مشترکہ اعلامیہ ہے اس میں ایسی کوئی بات نہیں جبکہ بھارت کہہ رہا ہے کہ جو بات بھی ہوگی وہ مشترکہ اعلامیے کے مطابق ہوگی۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ بات تو ہم پہلے طے کر چکے ہیں کہ ہمارے آپس کے معاملات دوطرفہ بنیادوں پر حل ہوں گے۔ یو این او کو تو ہم پہلے ہی آؤٹ کر چکے ہیں مسئلہ کشمیر سے۔ شملہ معاہدے میں یہ طے ہو چکا ہے کہ پاکستان اور بھارت اپنے تمام اختلافات دوطرفہ مذاکرات سے حل کریں گے۔

ایوب بیگ مرزا: یو این او کشمیر کے معاملے میں نہیں بلکہ ''را'' کے معاملے میں جانا چاہیے۔ نریندر مودی کے اس بیان کا ذکر کرنا چاہیے جو اس نے بنگلہ دیش میں دیا تھا۔ ہم نے پسپائی اختیار کی ہے۔ ہم نے اپنا میچ خراب کر لیا کیونکہ ہم نے تھوکا ہوا چاٹا ہے۔ ہم نے اپنا کیس خود خراب کر دیا ہے۔ یوسف رضا گیلانی نے شرم الشیخ میں منموہن سنگھ کو ثبوت دیئے' اس کو کارنر کیا۔ وہ خاموش ہو گیا اور جواب تک نہ دے سکا۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ روس میں نواز شریف کوئی بات بھی نہیں کر سکے۔ مودی جس تنہائی میں چلا گیا تھا' اس نے بڑی عیاری سے اپنے آپ کو تنہائی سے نکالا ہے۔

سوال: رینجرز کو سندھ میں قیام کے لیے صرف ایک ماہ کی توسیع دی گئی ہے' اور اسے بھی صوبائی اسمبلی کی منظوری سے مشروط کر دیا گیا ہے۔ اس سے سندھ حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کے درمیان کوئی غلط فہمی پیدا نہیں ہو رہی ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: رینجرز پیراملٹری فورسز کہلاتی ہیں۔ امن کے دنوں میں ہماری فوج بارڈر سے پیچھے ہٹ جاتی ہیں اور اس کی جگہ رینجرز سکیورٹی کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی ایڈیشنل ڈیوٹی یہ ہوتی ہے کہ ملک میں داخلی طور پر کوئی انتشار ہو' لاء اینڈ آرڈر کی situation خراب ہو جائے تو صوبائی حکومت پولیس کی مدد کے لیے رینجرز کو طلب کر سکتی ہے۔ کراچی میں رینجرز آج سے نہیں' پچھلے دس پندرہ سال سے موجود ہے۔ رینجرز کو صوبائی حکومت نے بلا تو لیا لیکن اتنے اختیار نہیں دیئے کہ وہ وہاں امن وامان قائم کرنے کے لیے پوری طاقت اور اتھارٹی کے ساتھ کام کر سکے۔ نیشنل ایکشن پلان کے تحت اس کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا۔ رینجرز کے افسر فوج سے ڈیپوٹیشن پر آتے ہیں جبکہ اس کے لوئر رینک میں ڈائریکٹ بھرتی ہوتی ہے۔ فوج سے جو افسر جاتے ہیں' ان کے دیکھنے کا رُخ سول حکومت سے مختلف ہوتا ہے۔ نیشنل ایکشن پلان کے تحت ایپکس کمیٹیاں بھی بنی ہیں۔ چنانچہ رینجرز نے اپنے اختیارات کے مطابق پوری کارروائی کرنی شروع کی۔ وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ جب تک دہشت گردی کی فنڈنگ کو نہیں روکا جائے گا' اُس وقت تک دہشت گردی پر پوری طرح قابو نہیں پایا جا سکتا۔ تفتیش کے دوران بڑے بڑے سرکاری سول افسر بھی کرپشن میں ملوث پائے گئے۔ ایسے میں صوبائی حکومت کو فکر پڑی اور وہاں سے کافی لوگ غائب ہونا شروع ہو گئے۔ بہرحال' سندھ حکومت نے آخری وقت پر رینجرز کے قیام میں ایک مہینے کی توسیع کر دی جبکہ اندر ہی اندر وہ سلگ رہی تھی۔

سوال: ایپکس کمیٹی کا اجلاس وزیراعلیٰ ہاؤس میں ہوا اور وزیراعلیٰ ہی نے اس کی صدارت کی۔ بظاہر تو لگ رہا ہے کہ مسئلہ حل ہو گیا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: آن دی surface تو یہ لگتا ہے کہ ایشو حل ہو گیا ہے لیکن جن کے مفادات پر زد پڑ رہی ہے وہ آسانی سے تو پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ لہٰذا ان کی کوشش ہوگی کہ رینجرز کے اختیارات کم کر دیئے جائیں۔

سوال: بلاول بھٹو نے ڈی جی رینجرز سے ملاقات کی' جس میں کور کمانڈر بھی موجود تھے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: بلاول بھٹو نے اپنے تعاون کا یقین دلایا ہے۔ وہ تھوڑا سا بیک فٹ پر چلے گئے ہیں۔ اس ملاقات سے اداروں میں ٹکراؤ کا خطرہ ٹل گیا ہے۔ پہلے وہاں لگ رہا تھا کہ صرف ایک پولیٹیکل پارٹی کے خلاف آپریشن ہو رہا ہے' لیکن اب ایکشن سب کے خلاف لیا گیا ہے۔ دوسری جماعتیں بھی گرفت میں آئی ہیں۔ سنی تحریک جیسے تمام گروپس کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ لہٰذا اب یہ آپریشن across the board ہے۔ تمام اداروں کو

> ڈی جی رینجرز اور کور کمانڈر کے ساتھ بلاول بھٹو کی ملاقات سے سندھ میں سیاسی بحران فی الحال ٹل گیا ہے!

سوچنا پڑے گا کہ یہ مسئلہ کس طرح حل کیا جائے۔ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ بلاول بھٹو اور کور کمانڈر کی میٹنگ سے کتنی چیزیں حل ہوئی ہیں۔ اٹھارہویں ترمیم کے تحت اب گورنر راج لگانا بھی اتنا آسان نہیں رہا۔

سوال: جس طرح بلاول بھٹو نے قدم اٹھایا ہے' اس سے ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کے درمیان خلیج پیدا نہیں ہوگی؟

ایوب بیگ مرزا: بلاول بھٹو کی ڈی جی رینجرز اور کور کمانڈر سے ملاقات کے بعد کچھ برف پگھلی ہے۔ دراصل بلاول بھٹو ایپکس کمیٹی کی میٹنگ اٹینڈ کرنے گئے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ کس حیثیت سے میٹنگ اٹینڈ کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ فوج کی طرف سے بھی عقل مندی کا

مظاہرہ کیا گیا اور اپیکس کمیٹی سے پہلے بلاول سے میٹنگ کر لی گئی۔ اس میٹنگ نے حالات کو بدل دیا۔ فوج نے سوچا ہو گا کہ سندھ میں دو قوتیں ہیں' پاکستان پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم' دونوں محاذوں پر اکٹھی جنگ کرنا مناسب نہیں۔ بلاول بھٹو سے ملاقات میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ C&C ہم کسی صورت قبول نہیں کریں گے' یعنی کرائم اینڈ کرپشن۔ یہ دو چیزیں برداشت نہیں ہوں گی۔ فوج نے تھوڑا سا ریلیف اس حوالے سے دیا ہے کہ ہم اس وقت گزشتہ معاملات میں ہاتھ نہیں ڈالیں گے لیکن آئندہ کوئی اس طرح کی صورتحال سامنے آئی تو معاف نہیں کیا جائے گا۔ سردست' وہ ایم کیو ایم سے نمٹ لیں گے۔

سوال: جب یہ معاملہ اسمبلی میں جائے گا تو ایم کیو ایم کیا کرے گی؟

ایوب بیگ مرزا: شرجیل میمن کی پریس کانفرنس دیکھنے والی چیز تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک دن حالات کچھ ہیں اور دوسرے دن بالکل ہی تبدیل ہو گئے ہیں۔ ایک دن پہلے وہ بڑی ناراضگی کا اظہار کر رہے تھے اور دوسرے دن شرجیل میمن کے الفاظ ہیں کہ ہم رینجرز کے اختیارات کو مزید بڑھا دیں گے۔ ایم کیو ایم کا معاملہ یہ ہے کہ الطاف حسین اس وقت بہت بری طرح چیخ رہا ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: پہلے ایم کیو ایم خود شور مچاتی تھی کہ حالات کو کنٹرول کرنے کے لیے فوج کو آنا چاہیے۔ یہ آپریشن تمام جماعتوں کی مشاورت سے ہوا ہے۔ جب فوجی آپریشن شروع ہوا تو انہوں نے چیخنا شروع کر دیا۔

ایوب بیگ مرزا: ان کا مقصد تھا کہ صرف دوسروں پر ہاتھ ڈالا جائے۔

سوال: پیپلز پارٹی نے تو رینجرز کے ساتھ reconcile کر لیا جبکہ الطاف حسین پر ایک کے بعد دوسرا مقدمہ درج ہو رہا ہے۔ سیاسی بحران نے جنم تو لے لیا؟

ایوب بیگ مرزا: فی الحال بحران ٹل گیا۔ اب ایم کیو ایم سے فارغ ہو کر رینجرز کا رخ پیپلز پارٹی کی طرف ہو گا تو پھر سمجھ آئے گی کہ بات کیا بنتی ہے۔

سوال: اگر کرپشن اینڈ کرائم کنٹرول نہیں ہوتا تو کیا سندھ میں گورنر راج لگنے کا امکان ہے؟ اس کے کیا مثبت اور منفی اثرات ہوں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: 2013ء کے الیکشن کے بعد ملک میں جو سیٹ اَپ بنا ہے اس کے تحت کمپرومائزڈ حکومتیں چل رہی ہیں۔ سندھ میں پیپلز پارٹی کو کھلا ہاتھ دے دیا گیا' پنجاب پی ایم ایل (ن) کے پاس' خیبر پختونخوا میں پی ٹی آئی' بلوچستان میں ایک مخلوط سی حکومت! کمپرومائز اس لحاظ سے کہ کوئی دوسرے کی حکومت میں دخل اندازی نہیں کرے گا۔ پرابلم تو رینجرز کے آنے کے بعد شروع ہوئی۔ گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ جو معاملات کھلے ہیں، اس کے بعد یہ بات صاف نظر آ رہی ہے کہ سندھ میں حکومت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ نارملی' وفاقی حکومت گورنر راج کے ذریعے حالات کو سنبھال لیتی ہے لیکن اٹھارھویں ترمیم کے تحت صوبائی حکومتوں کو بڑی خود مختاری دے دی گئی ہے۔

سندھ حکومت پر واضح کر دیا گیا ہے کہ آئندہ کرائم اینڈ کرپشن کو کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا

اب گورنر راج لگانے کی دو ہی صورتیں ہیں کہ یا داخلی انتشار بہت بڑھ جائے یا بیرونی حملہ ہو جائے۔ بیرونی حملہ تو ہوا نہیں ہے۔ داخلی انتشار کی ایک صورت یہ ہے کہ سندھ اسمبلی خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارے اور یہ قرارداد پاس کی جائے کہ حالات کنٹرول سے باہر ہیں' لہٰذا گورنر راج نافذ کیا جائے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وفاقی حکومت صوبائی حکومت برخاست کر کے گورنر راج نافذ کرے۔ ایسے میں بھی اس اقدام کو 10 دن کے اندر قومی اسمبلی اور سینیٹ سے الگ الگ منظور کرانا ضروری ہے۔ قومی اسمبلی سے تو نواز حکومت پاس کروا بھی لے' لیکن سینیٹ میں اسے کافی مشکلات درپیش ہوں گی۔ گروپ بندی کے نتیجے میں صورت حال بہت ہی گھمبیر اور خطرناک ہو جائے گی۔ لہٰذا کوشش تو یہی ہو رہی ہے کہ ایسی نوبت نہ آئے اور اس سے بالا بالا مفاہمت ہو جائے۔

ایوب بیگ مرزا: اس میں ایک درمیان کا راستہ بھی ہے۔ 6 اکتوبر 2011ء کو چیف جسٹس آف پاکستان نے ایک فیصلہ دیا تھا کہ سپریم کورٹ رینجرز کو آرڈر کرتی ہے کہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ کراچی میں امن و امان بحال کرے۔ اس فیصلے کو بنیاد بنا کر اسمبلی کی اجازت کے بغیر اور گورنر راج لائے بغیر بھی رینجرز اپنے تمام اختیارات استعمال کر سکتی ہے۔

سوال: مارشل لاء اور ایسی صورت حال میں کتنا فرق رہ جائے گا؟

ایوب بیگ مرزا: فرق یہ ہے کہ سپریم کورٹ اور ہمارا آئین ایک چیز کی اجازت دے رہا ہے۔ ان کے اختیارات اس حد تک ہوں گے کہ وہ امن و امان قائم کریں گے۔ کرپشن اور کرائم کو سامنے لائیں گے اور حکومت اس میں مداخلت نہیں کر سکے گی۔ حکومت اپنے دوسرے امور انجام دیتی رہے گی۔

سوال: نیب نے کرپشن کے 150 کیسز کی لسٹ سپریم کورٹ میں پیش کی ہے۔ اس کا اور فوجی آپریشن کا کوئی تعلق نظر آتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: سپریم کورٹ میں یہ لسٹ از خود نہیں دی گئی بلکہ ایک مقدمے میں طلب کرنے پر پیش کی گئی ہے۔

نیب کے چیئرمین کو آرمی چیف نے بلایا اور کہا کہ آپ کے پاس جو اتنے پرانے کیسز پڑے ہوئے ہیں' ان پر کارروائی کیوں نہیں کرتے۔ شنید ہے کہ اس ملاقات سے پہلے چیئرمین نیب نے نواز شریف سے اجازت لی ہو گی۔ نواز شریف نے کہا کہ جب آپ آرمی چیف کے پاس جائیں تو جنرل اشفاق کیانی کے بھائیوں کے کیس کے بارے میں بھی بات کریں۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح آرمی چیف بیک فٹ پر چلے جائیں گے۔ جب جنرل اشفاق کیانی کے بھائیوں کا ذکر کیا گیا تو آرمی چیف نے کہا کہ پہلے انہیں پکڑیں اور تمام کیسز اوپن کریں۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس لسٹ میں سٹی گورنمنٹ کے ملازمین اور بیوروکریٹس کے بھی نام ہیں۔ یہ کیس بہت عرصے سے التواء میں پڑے ہوئے تھے' کوئی پیش رفت نہیں ہو رہی تھی۔ اب چیئرمین نیب کچھ متحرک ہوئے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: چیئرمین نیب نے آرمی چیف کے تیور دیکھ لیے ہیں' اس لیے نواز شریف کے ساتھ اب ان کا رویہ کچھ بدلا بدلا سا ہے۔ اسے خوش قسمتی کہہ لیجیے کہ اب ہمیں فوجی جرنیلوں کا بھی احتساب ہوتا نظر آ رہا ہے۔ شنید ہے کہ کوئٹہ میں ایک میجر جنرل کو sack کر دیا گیا ہے۔ اس سے جرمانہ وصول کیا گیا ہے اور اس کی تمام مراعات ختم کر دی گئی ہیں۔ جب تک فوج اپنے جرنیلوں کا احتساب نہیں کرے گی' گزشتہ بھی اور موجودہ بھی' اس کے پاس کوئی اخلاقی جواز نہ ہو گا کہ وہ دوسروں کا احتساب کرے!

اس پروگرام کی ویڈیو www.tanzeem.org پر ''خلافت فورم'' کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔

انسان

قاضی فضل حکیم

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍo (التین: 4)

''یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ساخت پہ پیدا کیا ہے۔''

پہلے دن کی طرح آج بھی مسئلہ عالم، متکلم، فلسفی، سائنس دان، انجینئر، ڈاکٹر، مفتی، فقیہہ، صوفی، شاعر، ادیب، خطیب، حکمران، لیڈر، شیخ، چودھری، مناظر اور مصنف بننے کا نہیں، انسان بننے کا ہے۔ کوئی عالم تو ہو مگر بے عمل، فلسفی تو ہو مگر صرف دوسروں کو اُلجھانے والا، متکلم تو ہو محض باتونی، فقیہہ تو ہو مگر مفروضے گھڑنے والا، خطیب تو ہو مگر جس کی خطابت نری آفت ہو، شاعر تو ہو مگر شعور سے عاری، ادیب تو ہو مگر محروم ادب، شیخ تو ہو مگر شیخی خور، لیڈر تو ہو مگر لاؤڈ سپیکر، حکمران تو ہو مگر بے لگام اور مصنف تو ہو مگر لفظ جوڑنے اور دل توڑنے والا تو کیا حاصل؟ بات تو انسان بننے کی ہے اور یہی مشکل ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اونچی دکان اور پھیکا پکوان۔ کئی عالم ایسے ملے جن کے پاس علم کے علاوہ سب کچھ تھا۔ کئی شاعر ایسے پائے گئے کہ کلام سنو یا پڑھو تو آنکھیں ساون کی بدلی بن جائیں مگر ملو تو ان سے بڑا پتھر دل کوئی نہ دیکھا۔ ایسے خطیب بھی دیکھے گئے ہیں جن کی خطابت کی گونج تھی مگر زیارت کرنے سے کراہت حاصل ہوئی۔ ایسے صوفی بھی موجود ہیں جو صافی شربت سے زیادہ کڑوے ہیں۔ ایسے ڈاکٹروں کی کمی نہیں جنہیں ڈاکو کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، اِلا ماشاء اللہ اور ایسے مصنف بھی بہت ہیں کہ الفاظ دیکھو تو سبحان اللہ اور اخلاق دیکھو تو معاذ اللہ۔

ایک صاحبِ نظر دن کی روشنی میں چراغ لے کر کوئی چیز ڈھونڈ رہا تھا۔ لوگوں نے اس پر تعجب کیا اور پوچھا: کس کی تلاش ہے؟ اُس نے کہا: انسان۔ لوگ ہنس پڑے اور بولے: کیا یہ ہجوم ناکافی ہے؟ اس نے کہا: جنہیں میں دیکھنا نہیں چاہتا وہ سامنے ہیں اور جسے پانا چاہتا ہوں وہ دستیاب نہیں اور جو دستیاب نہیں وہی میرا ہدف ہے۔ کیا مندرجہ بالا حقائق سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ اب انسان دستیاب نہیں رہا؟ نہیں۔۔۔ بات کچھ یوں ہے کہ ہم لوگ انسان صرف اونچے ایوانوں میں ڈھونڈنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ کچے مکانوں میں بھی مل جاتے ہیں۔ ہم صوفی مسندوں، حجروں، گدیوں اور خانقاہوں میں ڈھونڈتے ہیں مگر وہ تو گلی کوچوں میں مل جاتے ہیں، ریڑھی لگا کر رزق حلال کمانے اور جائز و ناجائز میں امتیاز کرنے والے۔ ہم نے انسان مکتب و مدرسہ میں تلاش کرنے چاہے حالانکہ وہ دائیں بائیں نظر آجاتے ہیں، عمامہ اور دستار کے بغیر جن کی زبان اور کردار کے درمیان ایک انچ کا بھی فاصلہ نہیں۔ ہم نے متقی اور پرہیزگار نوافل کے انبار، وظائف و اذکار اور جبہ و دستار میں دیکھنے چاہے حالانکہ وہ تو ہر قصبے اور شہر میں مل جاتے ہیں جن کے دم سے بستیاں آباد ہیں۔ یہ عام انسانی لباس میں رہتے ہیں۔ جرائم سے بچتے ہیں اور فرائض کے پابند ہیں۔ دوسروں کی خوشی پر خوش اور دُکھ پر دُکھی رہتے ہیں، جن کا اثاثہ ہمدردی، خلوص اور محبت ہے۔ ہم نے بزرگ پہاڑوں کی چوٹیوں، دریاؤں کے کناروں اور مریدوں کے نرغے میں پانے چاہے حالانکہ وہ بزرگ ہمیں دفتروں، دکانوں، کارخانوں، منڈیوں، مدرسوں، سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مل جاتے ہیں جن کے حلق کبھی حرام سے آشنا نہ ہوئے، جو کام بھی کرتے ہیں اور خشیت الٰہی سے بھی غافل نہیں۔ ہم ولی اللہ جنگلوں اور ویرانوں میں ڈھونڈتے ہیں حالانکہ ولی اللہ تو ایسے مزدور ہیں جن کی پیٹھ تو بوجھ اُٹھا اُٹھا کر جھک جاتی ہے مگر ان کی گردن سوائے اللہ کے کسی کے آگے نہیں جھکتی، جن کی زبان حق کی ترجمان ہوتی ہے اور جن کی آنکھیں ہوس ناک، نیت بھوکی، ازار ڈھیلے، دماغ غلام نہیں ہوتے۔

آدمی کا انسان ہونا پہلے بھی مطلوب تھا اور آج بھی مطلوب ہے لیکن ہماری تلاش کا زاویہ اور جستجو کا قرینہ درست نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں جس کا طرہ اونچا وہ لیڈر ہے حالانکہ جس کی نگاہ بلند ہو وہی لیڈر ہوتا ہے۔ ہمارا خیال ہے جس کے ہاتھ میں زمرد اور یاقوت کی تسبیح ہو صرف وہ نیک ہوتا ہے حالانکہ جس کے ہاتھ اور زبان سے خلقِ خدا کو راحت پہنچے وہ نیک ہوتا ہے۔ ہمارا یہ نقطۂ نظر بنا ہوا ہے کہ جو بھی لمبی عبا پہنتا ہے وہ عالم اور فقیہہ ہے حالانکہ جو پاکیزہ فکر اور نافع علم کا مالک ہو وہ عالم و فقیہہ ہوتا ہے۔ انسان آج بھی میسر ہیں مگر ہم فرشتہ ڈھونڈنے میں لگے ہوئے ہیں جو پلک جھپکتے ہی آسمانوں پر چلا جائے، فضاؤں میں اُڑتا دکھائی دے، سمندر میں تیرتا ہوا نظر آئے، نہ کھائے نہ پیئے، نہ بولے نہ ہنسے، جب چاہے نظروں سے غائب ہو جائے اور جب چاہے آ جائے۔

فرشتہ مجھ کو کہنے سے میری توہین ہوتی ہے
میں مسجود ملائک ہوں مجھے انسان ہی رہنے دو

ہم غلطیوں، خطاؤں اور عیبوں سے پاک اور منزہ مخلوق کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ ہماری یہ خواہش وطلب بھی دوسروں کے لیے ہے کیونکہ اس معاملے میں ہم دوسروں کے لیے جج اور اپنے لیے بہت اچھے وکیل ہیں، حالانکہ یہ تو خالق کی صفات ہیں۔ مخلوق بالخصوص انسانوں کی بستی خطاؤں سے خالی نہیں رہ سکتی۔ بات خطاؤں سے آگے کی ہے کہ شیطان کی مانند انسان اس پر اڑ نہ جائے بلکہ ندامت اور اصلاح کی فکر کرے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

''تمام بنی آدم سے خطا و غلطی سرزد ہوگی اور ان غلطی کرنے والوں میں توبہ کرنے والے بہترین لوگ ہیں۔''

عام طور پر دُنیا کو ترک کرکے ملنگ بن جانے والوں کو شریف اور اچھا انسان سمجھا جاتا ہے کہ دُنیا میں رہ کر ہم انسان کیسے رہ پائیں گے؟ حالانکہ انسان بننے کے لیے قدرت نے کہیں بھی اور کبھی بھی یہ راستہ اور طریقہ نہیں بتایا۔ دُنیا کو خیر کا مسکن بنانے کے لیے انسان جیسے انمول گوہر کی ضرورت و طلب ہمیشہ رہے گی۔ انسان تو انسانوں کے درمیان رہتا ہے، آسمانوں میں نہیں۔ فضاؤں میں پرندے اور سمندر میں تو مچھلیاں ہوتی ہیں۔ انسان کھاتا پیتا ہے اور بولتا ہنستا بھی ہے۔ اسے نظروں سے اوجھل نہیں، سامنے رہنا چاہیے۔ انسان تسبیح کے دانوں، دستار کی اوٹ، پہاڑ کی چوٹی، مسند کی بلندی، کتاب کے اوراق اور الفاظ کے پیچ وخم میں نہیں بلکہ انسانوں کی بستیوں، آبادیوں، قصبوں، بازاروں اور گلی کوچوں میں رہتے ہیں۔ وفا کے یہ موتی مٹی سے پیدا ہوتے ہیں، مٹی پر رہتے بستے ہیں اور اسی مٹی میں جا کر امر ہو جاتے ہیں۔

پیغمبروں کو کتاب اللہ دے کر انسان سازی ہی کے مشن پر مبعوث کیا جاتا رہا ہے۔ صداقت کو صدیقؓ، عدالت کو فاروقؓ، سخاوت کو غنیؓ اور شجاعت کو حیدرؓ جیسی ہستیاں اسی کتاب کی بدولت میسر آئیں اور اب یہی کارِ رسالت ہماری ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ کتاب اللہ سے وہی تعلق استوار کیا جائے جو خالق کو مطلوب ہے۔

مت سہل انہیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
پھر خاک کی آغوش سے انسان نکلتے ہیں

تنظیم اسلامی فورٹ عباس کے زیر اہتمام ریلی

مظلومیت کیا مسلمانوں کے لیے ہی ہے؟ دنیا کا کون سا ایسا خطہ ہے جہاں مسلمان ظلم کا شکار نہیں ہیں؟ میانمار (برما) میں مسلمانوں کے خلاف ظلم و ستم بند کیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی فورٹ عباس نے کیا۔ تنظیم اسلامی کے تحت ایک ریلی میانمار (برما) کے مظلوم مسلمانوں کے حق میں نکالی گئی، جس کا مقصد میڈیا اور اسلامی ممالک اور اپنے اعلیٰ حکام کو جگانا ہے کہ ظلم کے خلاف اب آواز نہیں اٹھاؤ گے تو کب اٹھاؤ گے۔ یہ ریلی احباب پٹرولیم سروس سے شروع ہوئی اور شہر کی اہم شاہرات سے ہوتی ہوئی ہسپتال چوک پر اختتام پذیر ہوئی۔ امیر تنظیم اسلامی فورٹ عباس حافظ فرخ ضیاء نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل نظام خلافت کے قیام میں ہے اور اللہ کے عذاب کے کوڑے ہم پر اس لیے برس رہے ہیں کہ ہم اللہ کے کچھ احکامات کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ ہمیں دنیا میں ذلیل وخواری کی صورت میں بھگتنا پڑ رہا ہے اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی بھی وعید قرآن پاک میں سنائی گئی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(رپورٹ: رفیق تنظیم)

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم تعلیم وتربیت حافظ انجینئر نوید احمد طویل علالت کے بعد 29 رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک وفات پا گئے۔

☆ عارف والا 2 کے نقیب چودھری وقاص اکرم کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ پنجاب شرقی کے امیر محمد ناصر بھٹی کے کزن وفات پا گئے۔

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے رفیق اور منفرد اسرہ مردان کے نقیب حافظ ڈاکٹر محمد مقصود کے چھوٹے بھائی محمد طاہر وفات پا گئے۔

☆ اسرہ جائنٹ روڈ کوئٹہ کے نقیب عبدالواسع قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کے ناظم دعوت محمد سلیم اختر کے چچا وفات پا گئے۔

☆ حلقہ ملتان شمالی کے بزرگ رفیق محمد موسیٰ وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی نیو ملتان کے معتمد جناب محمد انور وڑائچ کا پروسٹیٹ کا آپریشن ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں ▮ تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

شمارہ اگست 2015ء، شوال المکرم ۱۴۳۶ھ

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

اہم مضامین

☆ تصورِ پاکستان اور نظامِ پاکستان	رفیق چودھری
☆ زہد کی حقیقت وفضیلت	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ تحفظِ ناموسِ رسالت	قرۃ العین خنساء
☆ نظامِ خلافت: کیا؟ کیوں؟ کیسے؟	شجاع الدین شیخ
☆ قرض کا لین دین	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ اسلام میں ساس اور سسر کے حقوق	آمنہ عبید خواجہ

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''قرآن اکیڈمی، سعید کالونی نمبر 2، فیصل آباد'' میں

(i) مبتدی تربیتی کورس

16 تا 22 اگست 2015ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں۔

(ii) امراء و نقباء تربیتی ومشاورتی اجتماع

21 تا 23 اگست 2015ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ امراء ونقباء اس میں شامل ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-9620418
041-2624290,2420490

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

محترم حافظ انجینئر نوید احمد کے سانحہ ارتحال پر

عبدالرحمٰن خان شاکر

یہ کس نے جادۂ منزل دکھا کے چھوڑ دیا
دلوں کو راہ میں بسمل بنا کے چھوڑ دیا
کسی نے خوب یقین و خلوص کا عالم
دل و نظر میں بسایا، بسا کے چھوڑ دیا
ابھی حیات کی تفسیر نا مکمل تھی
ادھورا قصۂ ہستی سنا کے چھوڑ دیا
نقیبِ تربیت تجھ پر خدا کی رحمت ہو
قریبِ منزل مقصود لا کے چھوڑ دیا
وہ اک امید جو وابستہ تیری ذات سے تھی
غضب کیا اُسے حسرت بنا کے چھوڑ دیا
ہر ایک شکلِ زمانہ کو شکلِ دیں کے سوا
مثال نقشۂ باطل مٹا کے چھوڑ دیا
ترے ہی سوز نے اس شہر☆ کی فضاؤں میں
چراغ رشد و ہدایت جلا کے چھوڑ دیا
کہاں یہ دین پہ محنت کہاں یہ دور مگر
ترے خلوص نے آساں بنا کے چھوڑ دیا
خدا کو سونپ چلا اپنی نا خدائی بھی
سفینہ تنظیم کا لنگر اٹھا کے چھوڑ دیا
وہ بیکسی ہے کہ آنسو بھی خشک ہیں شاکر
غموں نے عرصۂ وحشت میں لا کے چھوڑ دیا

☆ یہاں شہر سے مراد کراچی شہر ہے۔

شوال کے چھ روزے

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوایوب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھ کر اس کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھ لئے، تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھ لئے!''

تشریح: اس کا حساب یوں سمجھئے کہ تیس روزے آپ نے رمضان کے رکھے اور چھ شوال میں رکھے، کل 36 روزے ہو گئے۔ ایک نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا ہے۔ اس حساب سے 36 کا دس گنا 360 ہو گیا، سال بھر میں 5 دن کے روزے حرام ہیں، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کی مہمانی کے دن ہیں۔ یعنی یکم شوال اور 10 تا 13 ذی الحجہ۔ یہ پانچ نکال دیں تو سال کے دن 360 ہوئے۔

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

داخلے جاری ہیں

رجوع الی القرآن کورسز
(پارٹ I اور II)

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تا کہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I)

1. عربی صرف ونحو
2. ترجمۂ قرآن
3. آیاتِ قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل
4. قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی
5. تجوید و ناظرہ
6. مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II)

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان و ادب
9. اضافی محاضرات

- اس سال کلاسز کا آغاز 10 اگست سے ہوگا
- داخلہ کے خواہشمند خواتین وحضرات 10 اگست کو صبح 8:30 بجے انٹرویو کے لیے قرآن اکیڈمی تشریف لائیں
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

نوٹ: پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے
نتیجے کا انتظار کرنے والے بھی داخلہ لے سکتے ہیں

برائے رابطہ: **قرآن اکیڈمی**
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
email:irts@tanzeem.org
ندیم سہیل
0322-4371473

یہ کورس بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیا گیا ہے تا کہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک تعلیم مکمل کر چکے ہوں ان کے لیے دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان کے قواعد سیکھ کر فہم قرآن کی راہ ہموار ہو سکے۔

قرآن فہمی کورسز

مضامین

- عربی گرامر
- مطالعہ قرآن کا منتخب نصاب
- دورہ ترجمہ قرآن
- تجوید القرآن
- ترجمہ قرآن مع صرفی ونحوی تحلیل
- اصطلاحات و مطالعہ حدیث
- سیرت النبی ﷺ
- لفظ بالفظ ترجمہ (سورۃ البقرۃ مکمل)
- فقہ العبادات
- مطالعہ لٹریچر
- خصوصی محاضرات

ہفتہ میں پانچ دن پیر تا جمعہ
آغاز: 03 اگست 2015، دورانیہ 10 ماہ
اوقات: 05:45 PM تا 09:35 PM
تدریسی وقت: روزانہ 3:30 گھنٹے

مقامات: یہ کورس قرآن اکیڈمی اسلام آباد کے درج ذیل دونوں کیمپس میں ہوگا۔ ان شاءاللہ

بلیو ایریا کیمپس
ہال نمبر 21 تھرڈ فلور، ہل ویو پلازہ
جناح ایونیو، بلیو ایریا اسلام آباد
فون نمبر 051-2605725
0346-5309265

گلزارِ قائد کیمپس
متصل راحت بیکرز و الائیڈ بینک
ایئرپورٹ روڈ نزد گلزار قائد سٹاپ
گلزار قائد راولپنڈی
فون نمبر: 051-5191919
0333/0311-5354500

خواتین کے لیے صرف گلزار قائد کیمپس میں (باپردہ) انتظام ہوگا۔

داخلہ کا حتمی فیصلہ انٹرویو کے بعد کیا جائے گا۔

نوٹ: داخلہ کے خواہشمند حضرات وخواتین 01 اور 02 اگست کو صبح 10 بجے سے 08 بجے تک انٹرویو کے لیے اپنے متعلقہ کیمپس میں تشریف لائیں۔

کسی بھی قسم کی تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔ 0333-5382262 0347-5886887

fb.com/QAislamabad Www.QAislamabad.com Courses@QAislamabad.com